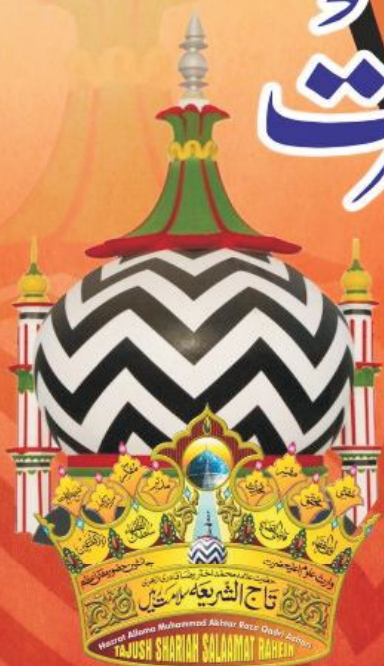


مَنْ يَرْدِ اللَّهُ مَا بَهَا خَيْرًا يُفَقِّهُهُ فِي الدِّينِ (صحیح البخاری)
 جَانِشِينَ مَفْتًی اعْظَمَ رُتْبَةً وَارْتِثَ عِلْمًا عَلٰی حَقَرِ تَاجِ الشَّرِيعَةِ حَضَرَتْ عَلَامَةُ مَفْتًی
 مُحَمَّدِ افشارِ رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ کا علمی استحضار و تحقیقی درک
 اور مفتی کماں کو اجاگر کرنے والا ایک نہایت ہی نفوذ و مثال اور مختصر و جامع حوالہ نام



تاج الشریعہ کی فقیہی بصیرت



تالیف

مفتی محمد کماں الدین ازہری دمشقی

ناشر

مصباحی اکیڈمی مبارک پور



وارث علوم علی حضرت رحمہ اللہ

نبیۃ الرحمۃ الاسلام جانشین مفتی امین ہند

جگر گوشہ مفسر عظیم رحمہ اللہ شیخ الاسلام و استاذ قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام
کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ
کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

f /muftiakhtarrazakhan1011/

t /muftiakhtaraza

+92 334 3247192



جانشین مفتی اعظم ہند، وارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا
خان قادری ازہری علیہ الرحمہ کا علمی اختصار، تحقیقی درک اور فقیہ کمال کو اجاگر کرنے والا
ایک نہایت ہی منفرد المثال اور مختصر جامع رسالہ بنام

تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت

تالیف

مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

صدر مفتی و شیخ الحدیث

ادارۃ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی

ناشر

مصباحی اکیڈمی

بڑی ارچنٹی، مبارکپور، اعظم گڑھ یو پی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	:	تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت
نام مصنف	:	مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی
نظر ثانی	:	مفتی مشتاق احمد اویسی محبہ، ناسک
سنہ اشاعت	:	رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق اپریل ۲۰۱۹ء
تعداد	:	۱۱۰۰ (گیارہ سو)
صفحات	:	۴۸
باہتمام	:	مولانا محمد رئیس الدین قادری ارریادی، حافظہ توحید رضاضوی پورنوی
ناشر	:	مصباحی اکیڈمی، بڑی ارچنٹی مبارکپور، اعظم گڑھ یو پی
تقسیم کار	:	حافظ محمد طاہر حسین رضوی، رضویہ ہارڈ ویئر اسٹور رام گنج بازار، اتر دیناچور

ملنے کے پتے

☆ امام احمد رضا الرنگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک ☆ مصباحی اکیڈمی، بڑی ارچنٹی، مبارک پور
اعظم گڑھ، یو پی ☆ ادارہ شرعیہ اتر پردیش کھنٹی تہ، رائے بریلی، یو پی ☆ مخدوم اشرف مشن
پنڈوہ شریف، مالڈہ بنگال ☆ کے جی این بک اسٹور، رام گنج، اسلام پور، اتر دیناچ پور، بنگال
مولف سے رابطے

MUFTI KAMALUDDIN ASHRAFI MISBAHI

Aiwan-e-Ashraf, Sayyed Nagar Raebarely, (U.P.)

Noor Mahal, Ashraf Nagar, Haidar para, Siliguri, (W.B.)

Dulaligram, Ramgang, Islampur, Uttar Dinajpur, (W.B.)

kamalmisbahi786@gmail.com

MOB:9580720418

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحيم

حامد امصليا و مسلما کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں جس پہلو اور زاویہ سے دیکھا جائے وہ اپنے اقران و معاصرین میں کتناے روزگار اور منفرد المثال نظر آتی ہیں۔ ان کا وجود مسعود نسل انسانی کے لئے بڑی سعادت و ارجمندی کا ضامن ہوتا ہے اور ان کے نقوش پا آنے والی نسل کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں ایسی بابرکت و بانیض اور مقدس ہستیاں ایک زمانہ کے بعد پیدا ہوتی ہیں اور جب اپنی حیات مستعار کے قیمتی لمحات کی تکمیل کر کے اپنی ظاہری زندگی سے عالم جاودانی کی طرف پردہ فرماتی ہیں تو پوری انسانیت کے دل و دماغ پر اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ، دینی علمی، فقیہی، تعمیری تنظیمی خدمات حسن اخلاق و آداب اور دیگر گوناگوں محاسن و کمالات اور زریں خدمات کے تابندہ نقوش ہمیشہ کے لئے ثبت کر جاتی ہیں اور تاریخ کے اوراق کے حوالہ کر جاتی ہیں جن کی بدولت رہتی دنیا تک انہیں یاد کیا جاتا ہے اور ان کے حضور عقیدتوں اور محبتوں کا خراج پیش کیا جاتا ہے۔

ان ہی نیک رفیگان اور بابرکت شخصیات اور نفوس قدسیہ میں ایک عظیم ہستی اور روشن نام جانشین حضور مفتی اعظم ہند و ارث علوم اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت و احزاب علم و حکمت مرکز رشد و ہدایت تاج الشریعہ فخر ازہر علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری رضوی ازہری نور اللہ مرقدہ و جعل الجنة مثواه کی ذات ستودہ صفات بھی ہے۔

تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ اپنے وقت کے ایک عظیم مفتی بلند پایہ محقق، بے باک قاضی، باکمال مدبر، لا جواب مفکر، با صلاحیت مصنف، با عمل خطیب، فی البدیہہ شاعر، کئی زبانوں پر عبور رکھنے والے شاندار

ادیب، سینکڑوں مساجد اور مدارس کے بانی اور عالمی سطح پر جماعت اہل سنت کی قیادت و ترجمانی کرنے والے ایک عالمی شہرت یافتہ عظیم رہبر و رہنما تھے۔

بلاشبہ آپ کا سانحہ ارتحال ملت اسلامیہ کا ایک عظیم خسارہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ جونہی آپ کی رحلت کی خبر شوشل میڈیا پر وائرل ہوئی تو دنیا بھر سنیت میں ایک کھلبلی سی مچ گئی، ہر چہار جانب تعزیتی پیغامات کا تانتا بندھ گیا۔ جگہ جگہ ایصالِ ثواب کی محفلیں منعقد ہونے لگیں، مدارس اسلامیہ میں تعلیم موقوف ہوئی ہر چہار جانب سے لوگ بریلی شریف کے لئے نکل پڑے اور اہل عقیدت تحریر و تقریر کے ذریعہ آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے لگے، اس موقع سے مختلف جرائد و رسائل نے خصوصی شماروں کی اشاعت کا اعلان کیا اور کئی ضخیم اور قیمتی نمبرات بھی شائع ہوئے اور سمجھوں نے اپنے اپنے انداز میں حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں اپنی محبتوں کا خراج اور عقیدتوں کی سوغات پیش کی۔

اس سلسلے میں راقم الحروف کی ایک مختصر تحریر ”تاج الشریعہ کی فقہی تحقیق“ کے حوالے سے اودھ نامہ لکھنؤ، انقلاب، روزنامہ، راشٹریہ سہارا اردو اخبار مشرق کوکاتا وغیرہ میں شائع ہوئی جسے اہل علم نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا پھر اسی تحریر کو مضمون کی شکل میں ماہر توقیت حضرت علامہ مفتی رفیق الاسلام نوری خلیفہ حضور تاج الشریعہ اور حضرت مولانا محمد حنیف خان رضوی بریلوی بانی امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف کی خواہش پر بریلی شریف بھیجا تو ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف نے اپنے خصوصی شمارہ ”نقوش تاج الشریعہ“ اور سالنامہ تجلیات رضا امام احمد رضا اکیڈمی نے اپنی تاریخی دستاویز ”جہان تاج الشریعہ“ میں اسے شائع کیا۔ اور امام احمد رضا لانگ اینڈریس رچ سینٹر ناسک نے ”برکات تاج الشریعہ نیز سہ ماہی پیغام مصطفیٰ اتر دینا چور، ماہنامہ سنی دعوت اسلامی ممبئی اور کنز الایمان دہلی نے بھی اسے اپنے خصوصی شماروں میں نمایا جگہ دی۔ ماہ دسمبر ۲۰۱۸ء میں کلیان مہاراشٹر میں تاج الشریعہ نیشنل سمینار و کانفرنس کا

اعلان ہوا تو ناظم سیمینار محب گرامی حضرت مولانا مفتی مبشر رضا از ہر مصباحی دام مجدہ نے اس مضمون کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے دوبارہ اسی عنوان پر مجھے ایک طویل مقالہ لکھنے کی دعوت دی۔ فتاویٰ تاج الشریعہ اور آپ کی دیگر فقہی نگارشات کی روشنی میں میں نے دوبارہ اسی عنوان پر غامہ فرسائی کی تو یہ مقالہ تیار ہوا جو تقریباً تیس صفحات پر مشتمل تھا جسے اس سیمینار میں پڑھا گیا، آج یہ رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ اسی مقالہ کا مجموعہ ہے جو اس سیمینار کے لئے لکھا گیا تھا اور سیمینار میں پڑھا گیا تھا۔

عزیز سعید حافظ محمد توحید رضا سلمہ متعلم ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی جو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے شرف بیعت رکھتے ہیں انہوں نے جب میری اس تحریر کو تمام اخبار و رسائل میں دیکھا تو اپنی دلچسپی ظاہر کی اور اسے کتابی شکل میں لانے کا مجھ سے اظہار خیال کیا اور آج اسی کی تحریک پر یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے مولیٰ تعالیٰ عزیز موصوف کو حضور تاج الشریعہ اور تمام مشائخ عظام کے فیوض و برکات سے خوب خوب مالا مال فرمائے اور اس کے علم عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔

میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں حضرت مولانا محمد رئیس الدین قادری ار ریاضی خطیب و امام کریمیہ مسجد عطا نگر کنڈہ پرتاپ گڑھ کا کہ جنہوں نے اس رسالہ کی طباعت کا انتظام کیا اور یہ رسالہ چھپ کر منظر عام پر آیا اور اخیر میں بے حد ممنون و مشکور ہوں۔ محب گرامی و علم دوست جناب محمد ارمان ابن عبدالرؤف سلمانی عطا نگر کنڈہ اور مخیر قوم حضرت حافظ محمد طاہر حسین رضوی ڈائریکٹر رضا بھارت گرامن گیس و ترک، رام گنج بازار، اسلام پور اتر دینا چور کا کہ اول الذکر نے اپنے مرحوم دادا محمد شفیع کے ایصال ثواب کے لئے اور ثانی الذکر نے اپنے مرحوم والد الحاج یار علی سابق سکریٹری مدرسہ جمالیہ کمالیہ اڑیا ٹول کے ایصال ثواب کے لیے اس رسالہ کی اشاعت میں مشترکہ مالی تعاون پیش کیا اور قارئین تک پہنچایا۔

مولیٰ تعالیٰ ان مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند
فرمائے نیز میری اس حقیر قلبی کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور ہم سب کو اسلاف شناسی
احسان شناسی کا جذبہ صادق عطا فرمائے اور ان کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین

غبارِ راہ سے کہہ دو سنبھالے نقش قدم
زمانہ ڈھونڈے گا انہیں رہبری کے لئے

آپ کا مخلص
محمد کمال الدین اشرفی مصباحی
خادم افتاء و استاد حدیث و فقہ ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی
مورخہ ۶ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۱۹ء بروز جمعرات

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ اجمعین

اما بعد

میرے مقالہ کا عنوان ہے ”تاج الشریعہ اور ان کا تفقہ فی الدین“ اس عنوان اور پورے مقالہ کا تعلق حسب ذیل تین ذیلی عنوانوں سے ہے اور یہی اس مقالہ کے بنیادی عناصر ہیں۔

(۱) حضور تاج الشریعہ کا علمی تعارف

(۲) تفقہ فی الدین کی تشریح و توضیح

(۳) مسائل اور فتاویٰ میں حضور تاج الشریعہ کا تفقہ فی الدین اور فقہی بصیرت کے نمونے۔

سب سے پہلے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا مختصر علمی تعارف پیش کیا جاتا ہے اس کے بعد تفقہ فی الدین کی تشریح و توضیح پیش کی جائے گی اور پھر اس کی روشنی میں حضور تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت اور تفقہ فی الدین کے کچھ خاص نمونے آپ کی فقہی نگارشات اور مسائل و فتاویٰ کے حوالے سے قارئین کی نذر کئے جائیں گے۔

حضور تاج الشریعہ کا علمی تعارف

برصغیر ہند میں بریلی شریف کی مردم خیز اور سرسبز و شاداب سرزمین پر، بہت سارے لعل و گہر اور علم و فضل کے مہر درخشاں جنم لئے جو اپنی خداداد صلاحیت، ذہانت و فطانت، علمی بصیرت، تقویٰ و طہارت، رشد و ہدایت، دینی، علمی اور مذہبی خدمات کی بدولت افق عالم میں نیر تاباں بن کر چمکے مسلکی، تجدیدی، اصلاحی، فکری اور علمی و تحریری خدمات سے سواد اعظم مسلک حق و صداقت کی خوب خوب آبیاری کی، مجدد اعظم امام اہل سنت و فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی، حجتہ الاسلام مولانا

حامد رضا خان قادری، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری، مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس شہر علم و فضل کے وہ گوہر نایاب اور انمول ہیرے ہیں جن کی دعوت و تبلیغ اور دینی و مذہبی خدمات کی بدولت شہر بریلی کو چہار دانگ عالم میں بے پناہ شہرت ملی، اہل عقیدت کے درمیان بریلی کو ”شریف“ ہونے کا مبارک شرف ملا، اسلامی دنیا میں ”مرکز اہل سنت“ جیسا عظیم لقب ملا، دور حاضر میں اسکی نسبت کو عوام اہلسنت کے درمیان مسلک حق و صداقت کا علامتی امتیازی نشان سمجھا جانے لگا اور خواص اہلسنت نے عقائد اہلسنت کی سند اور پہچان تسلیم کیا۔

اسی شہر حکمت و معرفت اور خانوادہ علم و فضل میں مفسر اعظم ہند کے گھرانے میں رئیس المحققین، سند المفسرین، ممتاز المحدثین، امام المتکلمین، سراج السالکین، زبدۃ العارفین، آفتاب رشد و ہدایت، مخزن علم و حکمت، تاجدار سنیت، پاسان مسلک اہلسنت، بدر طریقت، تاج شریعت، نبیرۃ العلیحضرت، نواسہ و جانشین مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، جگر گوشہ جیلانی، فرزند لا ثانی، افقہ الفقہاء، مصدر العلماء، شیخ الشیوخ حضرت علامہ حافظ وقاری و مفتی الحاج الشاہ اختر رضا خان قادری بریلوی المعروف بہ ”ازہری میاں، تاج الشریعہ“ نور اللہ مرقدہ و غمدہ بغفرانہ نے ۱۴/۱۲ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء بروز سہ شنبہ، خاندانی روایتوں کے امین، اسلاف کے فضل و کمال کا مظہر، مجدد اعظم کے علوم و فنون کے سچے وارث، مفتی اعظم ہند کے زہد و تقویٰ کا عظیم پیکر، عالم اسلام کے ایک عظیم محقق و مفکر اور جماعت اہلسنت کے ایک ممتاز و نامور مذہبی رہنما اور قائد کی حیثیت سے جنم لیا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ و الرضوان کو علم و فضل، تحقیق و تنقیح، فقہ و افتاء، تصنیف و تالیف، شعر و سخن، احقاق حق و ابطال باطل، تصلب فی الدین، اتباع شریعت، زہد

وتقویٰ، دعوت و تبلیغ، مسلکی قیادت، اسلاف کے عقائد و نظریات کی پاسداری، جیسے اوصاف و کمالات اور گونا گوں خوبیاں اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملی تھیں، خانوادہ رضویہ کے عظیم چشم و چراغ اور جماعت اہلسنت کے مقتدا اور پیشوا کی حیثیت سے بہت ہی قلیل مدت میں عالمی سطح پر آپ کی شخصیت مقبول و متعارف ہوئی، عروج و ارتقا اور بلندی کے جس نقطہ منہا تک آپ نے مختصر وقت میں سفر طے کیا لوگ مدتوں کی تگ و دو اور سعی پیہم کے بعد اس منزل اور مقام تک پہنچتے ہیں، آپ فخر خاندان و وقار خاندان تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی کے علوم و فنون کے وارث حقیقی اور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے سچے جانشین تھے، قاضی القضاۃ فی الہند کے منصب جلیل پر فائز تھے اور جماعت اہلسنت کی عالمی سطح پر قیادت و ترجمانی فرماتے تھے، اپنے وقت کے ایک عظیم محقق و مفکر اور افکار رضا کے بے باک ناشر و ترجمان تھے، آپ کی ذات ستودہ صفات مرجع انام اور بالخصوص مرجع ارباب علم و دانش و مصدر علما و مشائخ تھی، آپ رضویت کی شان، سنیت کی جان، مسلک اہلسنت کی پہچان و علامتی نشان اور مسلک حق و صداقت کی آبرو اور سرمایہ افتخار تھے، ہندو سندھ، عرب و عجم میں جو مقبولیت اور شہرت آپ کو حاصل تھی اس میں آپ عدیم النظیر اور یکتائے روزگار تھے۔

تفقہ فی الدین کی تشریح

لفظ تفقہ ”فقہ“ سے مشتق ہے، لغت میں اس کا معنی علم، ادراک اور فہم بیان کیا جاتا ہے، عربی زبان و ادب میں بہت سے ایسے محاورے اور کلمات پائے جاتے ہیں جن میں تفقہ کو فہم و ادراک کے معنی میں لیا گیا ہے، لسان العرب اور المعجم الوسیط میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں، اسی طرح ذہانت، سرعت فہم اور بات کو آن واحد میں سمجھ لینے کو فقاہت کہا جاتا ہے اور اصطلاح شرع میں احکام شرعیہ کو

تفصیلی دلائل کے ساتھ جاننے کا نام فقہ ہے، اور ان میں مخصوص صلاحیت و استعداد کو ”فقہ فی الدین“ کہا جاتا ہے۔

اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ”علم فقہ“ ایک مستقل فن ہے اس کا موضوع احوال مکلفین ہے اور اس کی غرض و غایت دارین کی سعادت ہے اس فن کی مستقل تاریخ بھی ہے اور اس کا پس منظر بھی ہے، اس کے عروج و ارتقا کے منازل بھی ہیں اور اس کو فروغ دینے میں فقہائے کرام و مقتدیان عظام کی اہم داستان بھی ہے، فقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرض کفایہ ہے اور ہر دور میں ایسے ماہر علما کا وجود ناگزیر ہے جو ضرورت کے وقت امت کی دینی و شرعی رہنمائی کر سکیں، قرآن و حدیث میں ”فقہ فی الدین“ کی بڑی اہمیت و افادیت بیان کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَوْ لَا نَفَرْنَا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ۔ (توبہ ۱۲۲)

ترجمہ: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈرنائیں۔ (کنز الایمان)

فقہ سراپا خیر ہے اور دین میں فقہ ایک عظیم نعمت ہے، حدیث شریف میں ہے:

من یرد اللہ بہ خیراً یفقه فی الدین (مسند امام احمد بن حنبل ج ۳: ص ۹۴)

ترجمہ: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

فقہ باب تفعّل سے ہے اور باب تفعّل میں ایک قسم کا تکلف پایا جاتا ہے یعنی جو چیز محنت و مشقت، جانفشانی اور عرق ریزی سے حاصل کی جاتی ہے اسی کو باب تفعّل میں لا کر بیان کیا جاتا ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ فقہ فی الدین اور فقہی

بصیرت و مہارت حاصل کرنا کوئی آسان اور معمولی کام نہیں ہے، قانون شریعت، بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ اور اسی طرح دیگر مسائل اور فتاویٰ کی کچھ کتابوں کے چند مسائل شرعیہ سے واقف ہو جانے کا نام تفقہ فی الدین نہیں ہے اور نہ ہی دین میں کچھ ”سوچ بوجھ“ حاصل کرنے کا نام تفقہ فی الدین ہے بلکہ علم فقہ میں درک تام، دسترس کامل اور مکمل عبور کا نام تفقہ فی الدین ہے اور جو ان تمام اوصاف و کمالات کا جامع ہے وہ دین کا فقیہ ہے، تفقہ فی الدین فقہ حنفی کی چند کتابوں کے پڑھ لینے اور پڑھا لینے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے فقہ حنفی میں تخصص کے ساتھ کسی ماہر فقیہ و مفتی کی بارگاہ میں زانو ادب طے کرنا ہوتا ہے تب جا کر ”تفقہ فی الدین“ کا ملکہ اور دین کی فقاہت حاصل ہوتی ہے۔

حضور تاج الشریعہ کا تفقہ فی الدین

تفقہ فی الدین کی تشریح و توضیح کی روشنی میں اگر آپ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ النورانی کی ذات ستودہ صفات اور آپ کی دینی فقاہت و مہارت کا جائزہ لیں تو اس بات کا بخوبی اندازہ ہوگا کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفقہ فی الدین حاصل کرنے والے فقہائے کرام اور مفتیان اسلام کی فہرست میں نمایاں مقام اور امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ مسائل شرعیہ کی تحقیق و تدقیق میں آپ اپنے اقران و معاصرین میں اعلیٰ اور انفرادی مقام رکھتے تھے، آپ اپنے وقت کے صرف ایک فقیہ ہی نہیں بلکہ فقیہ اعظم ہند تھے، فقہ و فتاویٰ کی دنیا میں بلاشبہ آپ کی شان کو ہمالہ کی طرح مضبوط و مستحکم اور ارباب فقہ و فتاویٰ کے درمیان آپ کی ذات مسلم الثبوت تھی۔

خانوادہ رضویہ بریلی شریف میں فتاویٰ نویسی کی ایمان افروز روایت تقریباً دو سو سال سے چلی آرہی ہے شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خاں سے لے کر حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک اور آپ کے بعد سے لے کر تاحال علم و فضل افتاء و قضا کا سلسلہ

مسلسل جاری ہے، حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی فقہی بصیرت اور فتاویٰ نویسی میں ثقاہت و مہارت کے ثبوت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ نے عالم اسلام کے ایک عظیم فقیہ و مفتی حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت میں فتویٰ نویسی کی مشق فرمائی اور حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی حیات ظاہری میں عالم اسلام کا مرکزی دارالافتا بریلی شریف کا آپ کو مفتی نامزد کر کے اور فقہ و افتا میں اپنا جانشین مقرر کر کے آپ کی فقہی بصیرت اور افتا کی مہارت پر مہر لگا دی، آپ نے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی موجودگی میں اپنے نوک قلم سے سینکڑوں فتاویٰ تحریر کر کے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اعتماد حاصل کیا اور فقہ و افتا کی دنیا میں اپنی قابلیت و لیاقت کا لوہا منوالیا، مفتی شہاب الدین رضوی مصنف حیات تاج الشریعہ اس تعلق سے یوں رقم طراز ہیں:

”حضور تاج الشریعہ جب جامعہ ازہر سے لوٹ آئے تو درس کے ساتھ افتا نویسی کا بھی آغاز کیا، چنانچہ ۱۹۶۶ء ہی میں ایک استفتا کا شاندار جواب لکھایا، استفتا مرکز اسلام مدینۃ المنورہ سے آیا تھا، طلاق، نکاح، میراث پر مشتمل تھا جواب لکھنے کے بعد حضرت نے پہلے بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری صاحب کو دکھایا، انہوں نے دیکھنے کے بعد تحسین کی اور کہا کہ مولانا سے اپنے نانا جان مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا صاحب کو دکھائیے حضرت نے اسے اپنے شیخ و اتاذ نانا محترم کو دکھایا نانا صاحب نے دلائل و براہین سے مزین فتویٰ دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا، صدائے تحسین بلند کی اور حوصلہ افزائی فرمائی“ (حیات تاج الشریعہ، ص ۱۹):

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتویٰ نویسی کی ابتدا کے بارے میں خود تحریر فرماتے ہیں:

”میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتویٰ کا کام شروع

کیا: شروع شروع مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔ (ماہنامہ انتقامت کانپور)۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس استفتے کی بھر مار رہتی تھی، ملک کے کئی نامور مفتیان کرام آپ کے پاس افتا نویسی کا کام انجام دیتے تھے، حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فقہی بصیرت اور فتویٰ نویسی کے ملکہ راسخہ کو دیکھ کر ایک دن مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو بلا کر یہ ارشاد فرمایا: ”اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں ہے یہ لوگ جن کی بھیر لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم فتویٰ نویسی کا کام انجام دو، میں دارالافتاء تہارے سپرد کرتا ہوں پھر موجودہ لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے فرمایا آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انہیں میرا قائم مقام اور جانشین جائیں۔“ (حیات تاج الشریعہ ص ۱۷۰)

۱۹۶۷ء سے آپ مسلسل حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی نگرانی میں ہندوستان کی شہرہ آفاق درسگاہ جامعہ رضویہ منظر الاسلام بریلی شریف سے درس و تدریس کے ساتھ فتویٰ نویسی کا کام مستقل طور پر انجام دیتے رہے اور جب ۱۹۸۱ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو فتویٰ نویسی کی مکمل ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آگئی اور آپ مرجع فتاویٰ ہو گئے آپ نے اس کام کو باضابطہ طور پر انجام دینے کے لئے ایک مستقل تحقیقی ادارہ ”مرکزی دارالافتاء“ کے نام سے بریلی شریف میں قائم فرمایا، معتبر و مستند مفتیان کرام کا ایک عملہ تشکیل دی، ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے

ہزاروں مسائل شرعیہ کا فقہ حنفی کی روشنی میں جوابات اپنے نوک قلم سے تحریر فرما کر امت مسلمہ کے حوالے کیا اور ان کی دینی رہنمائی کی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو اس صدی میں اپنے اقران و معاصرین میں جس وصف نے سب سے زیادہ ممتاز و منفرد بنایا تھا میری نظر میں وہ وصف آپ کا تفقہ فی الدین ہے، آپ بیک وقت محدث و مفسر، مفتی و فقیہ، مصنف و مولف، مترجم و محشی، ادیب و ناقد، شاعر و خطیب تھے، ان تمام خوبیوں میں تفقہ فی الدین اور فتاویٰ نگاری آپ کا امتیازی وصف تھا جو آپ کے خاندان کا طرہ امتیاز اور آپ کو یفن ورثہ میں ملا تھا، آپ کے فتاویٰ میں مفتی اعظم ہند کے فتوٰں کی جھلک، حجت الاسلام کی تحریر کا دلکش نمونہ اور اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کی روانی و سلاست اور توضیح و تفسیح جیسے اوصاف نمایاں طور پر موجود ہیں، نوپید مسائل کو حل کرنا، الجھے ہوئے مسائل کو سلجھانا، مسائل شرعیہ کو کثرت دلائل و شواہد اور فقہی جزئیات سے حل کرنا، سائل کی زبان کی رعایت، مسئلہ سے متعلق دیگر علوم و فنون کا استعمال، متعارض اقوال میں تطبیق اور اس طرح کے دیگر اوصاف اور نمایاں خصوصیات میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی اور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے آپ مظہر اتم اور عکس جمیل تھے، آپ کے فتوٰں کو عالم اسلام میں سند کی حیثیت حاصل تھی، مسائل شرعیہ میں عوام و خواص سبھوں کا آپ پر کافی اعتماد و وثوق تھا، آپ کے موقف اور فتویٰ پر اہلسنت و جماعت اور بالخصوص خانوادہ رضویہ کے عقیدت مندوں کا بڑی سختی کے ساتھ عمل آپ کی حیات میں بھی تھا اور آج بھی ہے۔

فقہی سمیناروں میں شرکت و صدارت

حوادث و واقعات اور مسائل جدیدہ کا حل ماہرین فقہ و فتاویٰ ایک جگہ جمع ہو کر فقہی مذاکرہ، بحث و تمحیص اور نقد و نظر کے ذریعے کرتے ہیں، مخصوص اور جدید مسائل کا

انتخاب کر کے اہل فقہ اور فتاویٰ کو غور و فکر اور تحقیق کی دعوت پہلے سے دی جاتی ہے وہ اپنی فقہی تحقیقات کو مقالات کی شکل میں پیش کرتے ہیں اور مقررہ تاریخ پر سب یکجا جمع ہو کر ان مسائل سے متعلق اپنی اپنی رائے تحریری اور تقریری شکل میں پیش کرتے ہیں۔ ایسی فقہی اور شرعی مجلسوں کو ”فقہی سمینار“ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان میں مجلس شرعی مبارکپور، شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف اور فقہی سمینار بورڈ دہلی کے اسماء سر فہرست ہیں جن کے ارکان اور علماء و فقہاء اور محقق اسلام اپنی بالغ نظری، شرف نگاہی اور وسعت مطالعہ سے لائیکل مسائل کی گتھیاں سلجھانے اور نوپید مسائل میں قوم و ملت کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے میں شب و روز مصروف عمل ہیں۔

راقم الحروف (محمد کمال الدین اشرفی مصباحی) نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی سب سے پہلی زیارت اسی سلسلے میں مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے دوسرے فقہی سمینار میں ۱۹۹۵ء میں کی تھی، سمینار کا موضوع تھا ”شناختی کارڈ کے لئے فوٹو کھینچو انا جائز یا ناجائز؟“

۱۹۹۵ء میں حکومت ہند کے شعبہ الیکشن کمیشن نے باشندگان ملک کے لیے شناختی کارڈ کارکھنا اور سرکاری دستاویزات میں شناخت کے طور پر اس کا استعمال کرنا لازم اور ضروری قرار دے دیا، چونکہ شناختی کارڈ میں نام و ولدیت اور مکمل پتہ و عمر کے ساتھ کارڈ ہولڈر کی تصویر بھی چسپاں ہوتی ہے اور شریعت میں تصویر کشی حرام ہے، اہل علم کے درمیان یہ مسئلہ موضوع بحث بنتا گیا، اس سلسلے میں دارالافتا میں مفتیان کرام کے پاس سوالات کے انبار لگ گئے اور دوسری جانب الیکشن کمیشن نے بھی سختی کرنا شروع کر دی، ہر گورنمنٹی کام مثلاً بینک اکاؤنٹ، زمین کی خرید و فروخت، گورنمنٹی ملازمت اور ووٹنگ سرکاری اسکولوں میں تعلیم و تدریس وغیرہ میں شناختی کارڈ کو ہندوستان کے ہر شہری کے لیے لازم قرار دیا۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے پہل کیا مجلس شرعی کے فقہی سیمینار منعقدہ ماہ فروری ۱۹۹۵ء یہ مسئلہ مندوب مقتیان کرام کے درمیان اٹھایا سبھوں نے اپنی اپنی رائے پیش کی اکثر نے علت ضرورت کی بنیاد پر اسے جائز قرار دیا لیکن تحقق ضرورت میں اختلاف تھا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس سیمینار میں بحیثیت صدر شریک تھے آپ نے خاص شاختی کارڈ کے لیے فوٹو کھینچوانے کی اجازت دی اور سبھوں نے آپ کے اس فیصلے پر تائیدی دستخط کیے، فیصلے کے کلمات یہ ہیں:

”چوں کہ اس صورت میں عند الطلب ضرورت ملجہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہو
گی لہذا خاص شاختی کارڈ کے لئے فوٹو کھینچوانے کی اجازت ہوگی۔ الحاجة
تنزل منزلة الضرورة وما ابیح للضرورة ان يتقدر بقدرها كما
فی الاشباہ و غیرہا واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۲۲ رجب ۱۴۱۵ھ

[مجلس شرعی کے فیصلے ص ۱۳۲:]

مجلس شرعی کے اس سیمینار میں فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی، شارح
بخاری مفتی شریف الحق امجدی، رئیس التحریر علامہ ارشد القادری، امام علم فن خواجہ مظفر
حمین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام
الدین رضوی اور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری وغیرہم جیسے ملک کے نامور
مقتیان کرام اور اجلہ فقہائے عظام کے درمیان آپ مسند صدارت و سرپرستی میں جلوہ
بار تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ شہر علم و عرفاں میں علم و فضل کا آفتاب اتر آیا ہے، فضل و
کمال کا یہ کوہ بے مثال اور علم و حکمت کا یہ بحر ذخار اپنی فقہی تحقیق اور وسعت معلومات
سے سب کو سیراب کر رہے ہیں، تمام مندوبین اور شرکائے سیمینار آپ کی طرف متوجہ

تھے اور جب آپ کچھ لب کشا ہوتے تو سبھوں کے کان کھڑے ہو جاتے ، تمام مندوبین نے آپ کے موقف کی تائید کی اور اسے خوب خوب سراہا۔

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا قیام

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ چند سالوں تک مجلس شرعی مبارک پور کے فقہی سمیناروں میں مسلسل شرکت فرماتے رہے مقتیان اسلام ارباب فقہ و افتا کے تحقیقی مقالات ، فقہی مذاکرے و مناقشے اور سمیناروں میں مسلسل ان کی شرکت اور لائیکل مسائل کی عقدہ کشائی نے اس فن میں آپ کی دلچسپی میں اضافہ کیا اور آپ نے مزید اس شعبے کو مضبوط و مستحکم اور فروغ دینے کے لئے بریلی شریف میں ”شرعی کونسل آف انڈیا“ کے نام سے ۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۲ھ مطابق ۸ اگست ۲۰۰۳ء میں فقہی مجلس کی بنیاد ڈالی۔ شہزادہ حضور صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی والنورانی کو اس کا سرپرست اعلیٰ منتخب کیا اور اپنے شہزادے حضرت مولانا عسجد رضا قادری دام ظلہ کو اس کا ناظم مقرر کیا اور آپ بالاتفاق صدر الصدور منتخب ہوئے۔

آپ کی حیات ظاہری میں اس کے زیر اہتمام تقریباً پندرہ سمینار ہو چکے ہیں جن میں درجنوں اہم اور لائیکل مسائل کو ہندوستان کے نامور اور مستند مقتیان کرام نے یکجا ہو کر نہایت عرق ریزی اور دماغ سوزی کے ساتھ حل فرمایا اور ان کا متفقہ فیصلہ صادر فرما کر امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ شرعی کونسل کے قیام اور اس کی اہمیت کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

آج جدید مسائل کے شرعی حل کے لئے فقیہانہ بصیرت کے حامل افراد کی علمی و فقہی تحقیقات کی اشد ضرورت ہے۔ بد مذہب فقہ اسلام کی اصلی روح کو ختم کر

دینا چاہتے ہیں عوام کی سہولت کے پیش نظر شریعت اسلامیہ میں من مانی تحریف کر رہیں ہیں جدید ذرائع ابلاغ پر شکنجہ کس کر اپنے باطل نظریات کو غلط مسائل اور زہریلے اثرات کو پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے ہیں اور نتیجہ سنی عوام رفتہ رفتہ ان کے دام فریب میں پھنستے چلے جا رہے ہیں مجھے عرصہ دراز سے ان فرقہ بانیوں کی مذکورہ سرگرمیوں سے شدید فکر لاحق رہی، میری دینی غیرت و حمیت مسائل جدیدہ کے صحیح حل کے لئے ”شرعی کونسل“ کے قیام کا شدت سے یاد دلاتی رہی جو فقہانہ صلاحیتوں سے حامل افراد پر مشتمل ہو۔ جو اپنی علمی ذکاوت اور فقہانہ فراست سے ان مسائل کا صحیح حل نکال سکیں۔ ظاہر ہے کہ ہر کس و ناکس ان مسائل کا شرعی حل تلاش کرنے کا اہل نہیں ہے۔ اور اس دور کم مائیگی میں نہ ہر فقہی بصیرت رکھنے والا فرد واحد تہایہ کارنامہ انجام دے سکتا ہے اور اگر کوئی مفتی اپنی خداداد فقہی صلاحیتوں سے ان مسائل کے صحیح احکام کا استخراج کر بھی لے تو اندیشہ ہے کہ دیگر علماء یہ کہہ کر تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے کہ یہ فلاں کا ذاتی نظریہ ہے، یا فلاں کا قیاس ہے یہ متون و شروح و فتاویٰ کے خلاف ہے۔ اقوال مجتہدین سے متضادم ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے ایک ”شرعی کونسل“ کا قیام ناگزیر ہو جاتا تا کہ جدید مسائل میں سب غور و فکر کرنے کے بعد کوئی متفقہ حل تلاش کیا جاسکے۔ بحمد اللہ! دلی تمنائیں پوری ہوئیں اور ۱۸/ اگست ۲۰۰۳ء ۷/ جمادی الآخرہ ۱۴۲۴ھ کو ”شرعی کونسل آف انڈیا“ کا قیام عمل میں آیا۔

(فیصلہ جات شرعی کونسل صفحہ ۲۲)

ایک دفعہ شرعی کونسل کے اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے خطبہ صدارت میں حضور تاج الشریعہ یوں لب کشا ہوئے۔

ایک مقصد اس ”شرعی کونسل“ کے قیام سے یہ تھا اور ہے کہ سیدنا علیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیقات کو اجاگر کیا جائے اور اپنوں اور غیروں کے دلوں میں

ان کی علمی وجاہت کا سکہ جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اور مستحکم کیا جائے اور دکھایا جائے کہ علم کے اس جبل شامخ کی تحقیقات ایسی راسخ ہیں کہ سب اکٹھا ہو کر کے بلانا چاہیں تو ہل نہ سکیں بلانے والے ہل جائیں۔

مزید برآں یہ امر لوگوں پر بار بار روشن ہو کہ مدت دراز گزرنے کے بعد بھی وہ علم رفیع ابھرتے ہوئے مسائل میں گم گشتگان کے لئے رہبر و رہنما ہے مگر صد افسوس! اب یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے خوشہ چینوں کے خوشہ چیلں تصریحات اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کر رہے ہیں اور ان کی تحقیقات کے برخلاف اپنی ”نئی تحقیق“ پیش کر رہے ہیں جبکہ اس بارگاہ فیض سے منہ موڑنا نہ صرف سوائے ادب ہے بلکہ اس طرز عمل سے آزاد روی کو ہوا دینے کے مرادف ہے۔ بہر حال اہل حق کو اپنی فکر لازم ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ ہماری شرعی کونسل اور اس کے فقہی سمینار امتیازی شان کے ساتھ شریعت کے دائرے میں اپنا کام مستقبل میں انجام دیتے رہیں گے اور حق گوئی اور حق پسندی اور حق پر استقامت اس کا طرہ امتیاز رہے گا۔

(ماہنامہ سنی دنیا ستمبر ۲۰۰۹ء کا فقہی سمینار نمبر صفحہ ۱۰)

”شرعی کونسل آف انڈیا“ کے زیر اہتمام ہر سال مختلف نوع کے اہم اور جدید مسائل کے حل کے لیے ملک کے نامور فقہائے کرام اور مفتیان اسلام اور اہل علم و دانش سے فقہی اور تحقیقی مقالات لکھواتے، ان کی فقہی تحقیقات اور معلومات کو سامنے لاتے، سبھوں کو فقہی سمینار میں مدعو کرتے، بحث و مباحثہ کراتے اور جب کسی ایک موقف پر تمام مفتیان کرام اور ماہرین فقہ کا اتفاق ہو جاتا تو اس پر سبھوں کے دستخط اور ان کی تائید حاصل کرتے نیز ان سمیناروں میں جدید مسائل سے متعلق جو فیصلے صادر ہوتے ان کو فقہی دنتاویز کی شکل میں اور ملک کے نامور اور موقر جرائد و رسائل میں شائع کر کے دینی مسائل میں امت مسلمہ کی رہبری اور ان کی رہنمائی فرماتے۔

ماہرین فقہ و افتا آپ کی بارگاہ فقہ و تحقیق میں زانو ادب طے کیا کرتے تھے، مفتیان کرام کو جب پیچیدہ اور لاینحل مسائل میں دشواری پیش آتی تو آپ کی طرف رجوع کرتے، آپ اپنی وسعت نظر اور فقہی بصیرت سے ان مسائل کی گتھیاں سلجھاتے اور ان کو مطمئن کر کے واپس کرتے، آپ سے گفتگو اور بحث و تمحیث کے بعد وسعت مطالعہ اور آپ کی تحقیق و نتیجہ سے حیران و ششدر رہ جاتے، آپ ایک عظیم بلند پایہ محقق تھے جس مسئلہ پر قلم اٹھاتے تھے اسے تحقیق کے کمال عرش تک پہنچا دیتے پھر کسی محقق و ناقد کو اس پر قلم رکھنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور آپ ہی کا قول اس باب میں قول آخر ہوتا اور آپ کا فتویٰ تمام فتوؤں پر بھاری ہوتا۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فقہی بصیرت اور شانِ فقہانیت کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ آپ اہل اصول کے آئینے، فقہائے اسلام کے پیمانے اور ارباب تصوف کے میزانِ تینوں کے معیار کے اعتبار سے ایک فقید المثال فقیہ تھے، اور فقہ و افتا کے تمام شرائط کے جامع کامل تھے، یہی وجہ ہے عرب و عجم کے علماء و مشائخ کو آپ کے علم و عمل، فضل و کمال اور فقہ و فتاویٰ پر مکمل اعتماد تھا، اہل علم نے آپ کو پورے ہندوستان کا قاضی القضاۃ تسلیم کیا اور تاج الشریعہ جیسا عظیم مذہبی علمی اور فقہی خطاب سے نوازا، فقہ و افتا کے میدان میں آپ کے ایسے زریں کارنامے اور تحقیقی فتاویٰ موجود ہیں جو اس بات پر شاہدِ عدل ہیں، آپ کے فتوؤں میں اختصار و جامعیت، حالاتِ زمانہ کی رعایت، تحقیق و تدقیق کی بہار، مصادر و مراجع کی بھرمار، مذہبِ حنفی کی تائید اور مسلکِ اہلسنت و جماعت کی تاکید جیسی انمول خوبیوں کا ذخیرہ ہے۔ المواہب الرضویہ فی الفتاویٰ الازہریہ المعروف بـ ”فتاویٰ تاج الشریعہ“ جو چار جلدوں پر مشتمل ہے اسکے مطالعہ سے آپ کے فتاویٰ کی جامعیت و معنویت اور آپ کے تفقہ فی الدین کا خوب خوب پتا چلتا ہے۔

تفقه فی الدین کے کچھ خاص نمونے

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی فقہی بصیرت پر آپ کے تحقیقی رسالے فقہی نگارشات اور دلائل و براہین سے مزین فتاویٰ روشن برہان ہیں مزید کسی ثبوت و حوالہ کی ضرورت نہیں پھر بھی یہاں چند اہم مسائل اور تحقیقی فتاویٰ نمونے کے طور پر نقل کیے جاتے ہیں جن سے آپ کی فقہی بصیرت اور تفقہ فی الدین کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان کو پڑھنے والا خود اس بات کا اعتراف کرے گا کہ حضور تاج الشریعہ واقعی اپنے وقت کے فقیہ ہی نہیں، فقیہ اعظم تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے فقہی خزانوں کے امین تھے، مفتی اعظم ہند کے فتوؤں کی شان اور حجۃ الاسلام کی نقہیات کا آئینہ تھے۔

نسبندی کا فتویٰ

۱۹۷۱ء میں اندرا گاندھی کے زمانے میں نسل کشی کا قانون نافذ کیا گیا اور نسبندی کے جواز میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب قاسمی اور دیگر علمائے دیوبند نے فتویٰ بھی جاری کر دیا، ایسے پر خطر ماحول میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حق گوئی اور بے باکی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے نسبندی کی حرمت کا فتویٰ صادر فرمایا اور آپ کے حکم پر حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک تفصیلی فتویٰ تحریر فرمایا جس کی تصدیق حضور مفتی اعظم ہند، علامہ قاضی عبدالرحیم بستیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی دام ظلہ جیسے جید علما اور نامور فقہانے کی، حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسبندی کے مجوزین کے تمام دلائل کی تردید کرتے ہوئے اس کے حرام و گناہ ہونے پر ناقابل تردید بہت سارے دلائل پیش کئے جن سے آپ کی فقہی بصیرت اور تفقہ فی الدین کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے نسبندی کو جائز قرار دینے والوں نے اسے ختنہ پر قیاس کیا جب کہ دونوں میں

قیاس کی کوئی علت مشترکہ نہیں ہے، اس فتویٰ میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسبتندی کا ختنہ پر قیاس درست نہ ہونے کی تحقیق کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں ”نسبتندی کا ختنہ پر قیاس کرنا جائز نہیں بایں وجہ کہ وہ دلیل شرعی سے جائز ہوا، ایسی ہی دلیل اس کے لئے بھی مطلوب جو اس کا تغیر خلق اللہ کے حکم سے خاص کر کے نکال دے اور وہ یہاں مفقود ہے پھر یہ کہ ختنہ اصلاً تغیر خلق اللہ ہے ہی نہیں کہ جب وہ شرعاً مطلوب ہے تو معلوم ہوا کہ اس کھال کو رب العزت نے کٹنے کے لئے ہی پیدا فرمایا اور پھر اس کے کاٹنے میں فائدہ نفاذ عضو ہے اور نفاذ شرعاً و عرفاً محمود و مقصود تو معلوم ہوا کہ تغیر خلق اللہ ایسے جزو بدن کو کاٹنا ہے جس کا شرع مطہر نے حکم نہ فرمایا“

(تجلیات تاج الشریعہ، ص ۳۴۳:)

فقہانے ضرورت شرعیہ کے وقت عورت کو رحم کا منہ بند کرنے کی اجازت دی ہے اس امر کو بھی مجوزین نے نسبتندی کے لئے دلیل جواز بنایا، اس پر حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبارات فقہاء اور اصول فقہ کی روشنی میں نہایت ہی عمدہ تحقیق فرمایا، آپ رقم طراز ہیں:

”فقہانے عورت کو بضرورت شرعیہ اپنے رحم کا منہ بند کرنے کی اجازت دی ہے اور وہ بھی بطور بحث فرمایا ہے جس سے ظاہر کہ مذہب حنفی کی اس باب میں کوئی روایت نہیں بس بعض فقہاء کی ایک بحث ہے تو اگر اسے اجازت مان لیں تو وہ بر بنائے ضرورت ہے اور یہاں ضرورت نہیں اور فترو فاقہ کا خوف موہوم ہرگز ضرورت شرعیہ نہیں۔“ (مصدر سابق، ص ۳۴۴:)

ٹائی کا مسئلہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے ٹائی پہننے کے تعلق سے ایک استفتا کیا گیا جس کے جواب میں آپ نے شرح و بسط کے ساتھ ایک مدلل و مفصل

رسالہ تحریر فرمایا جس میں فقہا کی عبارات اور محققین کی تحقیقات کی روشنی میں آپ نے اس کے اشد حرام ہونے اور اسے باندھنے والے پر عند الفقہاء حکم کفر ہونے کی کامل وضاحت فرمائی، ٹائی کے کفری شعار ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے آپ یوں رقم طراز ہیں:

”کر اس (Cross) جسے مسلم وغیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان جانتے ہیں اس کر اس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے اسی طرح وہ تختہ (جس پر بقول نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی) بھی کر اس کا مصداق ہے، جب کر اس بالاتفاق عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے اور ٹائی اس کے مشابہ ہے تو ٹائی عیسائیوں کا کفری شعار ہوا“
(ٹائی کا مسئلہ، مطبوعہ: اسلامک ریسرچ سینٹر، ۱۱)

کر اس کی تحقیق میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انگریزی کی ایک متداول لغت Practical Advance Twentieth Century Dictionar کے حوالے سے اس کا معنی سولی، صلیب، اشارہ صلیب، چیلیا بیان کیا اور ٹائی کے کر اس اور شبیہ کر اس ہونے کی ایسی تحقیق انیق فرمائی جس سے آپ کی فقہی بصیرت اور علوم و فنون پر کامل دسترس کا خوب پتہ چلتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

”بالجملہ ٹائی مکمل کر اس مع شی زائد ہے کہ اس میں پھانسی کا پھندہ بھی ہے اس پر بوٹائی (Boo tie) کو قیاس کر لیجئے اس کے گلے میں بندھنے سے بھی کر اس کی شکل بنتی ہے جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے اور کر اس اور شبیہ کر اس عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ٹائی کو کر اس مانو شبیہ کر اس مانو بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہرگز روانہ ہوگی اگرچہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہو جائے، اہل بصیرت کو تو خود ٹائی

کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا ہے مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں، تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے حرام اور باعث عار و نار ہے۔“

(مرجع سابق، ص ۱۲: ۱۳)

وحدة الوجود کا مسئلہ

وحدة الوجود کا مسئلہ صوفیا کے یہاں ایک معرکہ الآرا مسئلہ ہے جس سے ظاہر میں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اشتراک فی الوجود ہے مگر حاشا ایسا ہرگز نہیں، یہ ایسا واحد نہیں کہ چند کی طرف تحلیل کر جائے اور نہ ایسا واحد جو طول عمینیت سے متمم ہو کر اثنیت کے مرتبہ میں اتر آئے بلکہ اس وحدة الوجود کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ حقیقتاً ایک ہی وجود ہے باقی سب ظلال و عکوس اور اسی کے پر تو وجود سے موجود ہیں، ذات پاک اس واجب الوجود کی نہ اس کی کوئی مثل و شبیہ نہ وہ کیف شکل سے متصف، جسم و جہت و مکان سے معرّا اور امر و زمان سے منزہ، اس کی ذات اور ذوات کی مناسبت سے بری ہے، چنانچہ اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ وحدة الوجود سے جو عمینیت و اتحاد کا وہم ہوتا ہے یہ اصطلاح صوفیا سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ حقیقت میں نہ عمینیت ہے نہ اتحاد خالق و مخلوق، آپ اس سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں:

”عمینیت و اتحاد میان خالق و مخلوق کا قول صوفیا کے موہمات و مشکلات میں اسی غلو اور ان کی اصطلاح سے ناواقفی کا نتیجہ ہے اور اسے صوفیا صافیہ کا مذہب سمجھنا جہالت ہے وہ صاف صاف اتحاد خالق و مخلوق کو الحاد و زندقہ بتا رہے ہیں بلکہ وہ جو عمینیت بولتے ہیں وہ اصطلاح ہے جو عمینیت کے ساتھ مجتمع ہو جاتی او ر اس کا مرجع و مال وہی وحدت موجود مطلق و وحدت وجود حقیقی مطلق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے اعتبارات و ظلال و عکوس ہیں جن کے اوپر

احکام حدوث وفنا و تغیر و زوال جاری ہوتے ہیں اور وہ موجود مطلق قدیم و باقی حدوث وفنا سے منزہ تغیر و تبدل سے معز الہذا ایک کا دوسرے پر اطلاق الحاد و زندقہ ہے۔ لہذا حضرات صوفیا سے جو کچھ موہم عمینیت منقول ہو وہ اولاً عدم ثبوت پر اور ثانیاً بعد ثبوت غلبہ حال و سکر پر محمول اور اس میں تاویل ضرور اور وہ مستحق اتباع نہیں جیسا کہ مابین سے ظاہر ہے۔“

(فتاویٰ تاج الشریعہ: ج ۱/ ص ۹۰ تا ۹۲)

شب معراج دیدار الہی کا مسئلہ

شب معراج حضور اکرم ﷺ نے رب تبارک و تعالیٰ کا دیدار فرمایا یا نہیں؟ یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ رہا ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شدو مد کے ساتھ اس رویت کا انکار کرتی ہیں بلکہ صحیح بخاری میں تو یہاں تک ہے کہ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ اگر کوئی یہ حدیث بیان کرے، کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو وہ جھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ”لا تدركه الابصار“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے رویت کا ثبوت ملتا ہے حضرت ابن عباس کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کا قول سماع و تلقی پر محمول ہے جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار اجتہاد و استنباط کی بنیاد پر ہے لہذا حضرت ابن عباس کے قول کو جو حکماً مرفوع ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اجتہاد و استنباط والے قول پر ترجیح حاصل ہے اس سلسلے میں آپ یوں رقم طراز ہیں:

”یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے رب کو شب معراج سر کی آنکھوں سے دیکھا رہا حضرت عائشہ کا انکار تو وہ بر بنائے اجتہاد و استنباط ہے نہ بر بنائے روایت اور یہ روایات حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سماع و تلقی پر محمول ہیں کہ رویت خدا

وندی کی حکایت ایسی بات نہیں کہ قیاس سے کہہ دی جائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے یہ قول اپنی رائے و گمان سے کہہ دیا ہوگا بلکہ الاحوال حضور ﷺ سے سنا ہوگا تو ان کا یہ قول حدیث مرفوع و مندرجہ جناب رسالت مآب ﷺ کے حکم میں ہے اور حضرت عائشہ کے قول پر مقدم ہے لہذا اکثر علما اہل سنت کے نزدیک راجح و معتمد یہی ٹھہرا کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو پنجم سرلیہ الاسرائیل دیکھا۔“
(فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۱: ص ۳۳۲: ۳۳۳)

خاندانی منصوبہ بندی کا مسئلہ

آج کے اس ترقی یافتہ دور اور مغربی تہذیب و تمدن کے پرفتن ماحول میں کچھ قویں معاشرتی مسائل اور روزی روٹی کی تنگی کا بہانہ بنا کر ضبط تولید کا پرچار کرتی ہیں اور ”ہم دو ہمارے دو“ کے نظریہ کی تشہیر میں شب و روز سرگرم عمل رہتی ہیں اس تعلق سے صحیح اسلامی نظریہ کیا ہے اس کی صراحت کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں ارشاد فرماتے ہیں :

”خاندانی منصوبہ بندی کے بہت سارے طریقے ناجائز ہیں جن میں نسبدہی اور آپریشن کہ بلا ضرورت شرعیہ تجرد برہنہ ہونا لازم آتا ہے پھر تغیر خلق اللہ، اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو جس مصلحت کے لئے پیدا کیا ہے اس میں مداخلت اور اس میں تبدیلی کی کوشش جو بے نص قطعی حرام ہے بھی ہوتی ہے اور تحکیم دائمی یعنی مستقل اور پرمائنٹ طور پر عورت کو ناقابل ولادت کر دینا، بانجھ کر دینا یہ مقصد شرع کے خلاف ہے اور اگر یہ اس طور پر ہو کہ بچہ پیدا ہوگا اس کے رزق کا، اس کی روزی کا کیا اہتمام ہوگا کون اس کو کھلائے گا اور کون اس کی پرورش کرے گا تو یہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل کے منافی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولا تقتلوا اولادکم خشية املاق نحن نرزقہم وایاکم۔

اپنی اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے قتل مت کرو ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی روزی دیتے ہیں، تو یہ بعض حالات میں بالفعل قتل ولد ہوتا ہے کہ نطفہ ٹھہر جاتا ہے اور اس کا اسقاط کر دیتے ہیں یہ حرام قطعی ہے اور بعض حالات میں یہ مثل قتل ولد ہے اور یہ ناجائز و حرام ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کے منافی ہے لہذا فیلی پلاننگ کی جو تدابیر حکیم دائمی کے لئے کی جاتی ہیں وہ ناجائز و حرام ہیں۔ البتہ بعض حالات میں بعض مصالح معقولہ شرعیہ کی بنا پر اگر مانع حمل دوائیں استعمال کرے جس میں تجرد اور آپریشن کی ضرورت نہ ہو عارضی طور پر تو اس میں حرج نہیں۔“ (فتاویٰ تاج الشریعہ)

بینک اور ڈاکھانے سے ملنے والی زائد رقم (انٹرسٹ) کا مسئلہ

بینک یا ڈاکھانے میں جمع کردہ رقم سے زیادہ رقم لینا بظاہر سود ہے، اور سود حرام ہے مگر چونکہ مسلمان اور کافر حربی کے درمیان سود نہیں اس لئے یہاں کے بینکوں سے ملنے والی انٹرسٹ کی رقم جائز ہے، بعض نا آشنا مفتیوں نے مطلقاً انٹرسٹ کو سود مان کر ناجائز و حرام قرار دیا ہے، حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس رقم زائد کے تعلق سے یوں فرماتے ہیں:

”شرعی طور پر رقم زیادہ ملی اور اگر واقعی وہ شرعی طور پر سود ہے تو اس کی معاشرت جائز نہیں اور اس کا لینا بھی جائز نہیں ہے اور اگر لے لی تو اب بغیر ثواب کی نیت سے اسے فقرا پر تصدق کر دے اور جو رقم کافروں سے غیر مسلم بینکوں سے ملے یا ڈاکھانوں سے ملے یا کسی غیر مسلم سے انفرادی طور پر ایسا معاملہ کیا کہ ایک روپے کے بجائے اس سے دو روپے لے لئے تو یہ سود نہیں ہے اس کو سود سمجھنا جائز نہیں ہے اور یہ رقم مسلمان کے لئے حلال ہے وہ چاہے اپنے مصرف میں خرچ کرے یا کسی دوسرے کو دے دے جو چاہے کرے۔“ (فتاویٰ تاج الشریعہ)

لیزر ہیرٹز اسپلانٹ کا مسئلہ

یہ ایک جدید طریقہ ہے جس میں اگر کسی شخص کے بال نہ نکل رہے ہوں تو لیزر کے ذریعہ ہیرٹز اسپلانٹ کئے جاتے ہیں اور اس کے بال نکل آتے ہیں، اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ یوں رقم طراز ہیں:

”لیزر ہیرٹز اسپلانٹ میں حرج معلوم نہیں ہوتا جبکہ اس کے آئینہ فیکٹس اور سائنڈ فیکٹس خطرناک نہ ہوں اور کسی مرض یا کسی مصیبت کا گمان غالب نہ ہو اور اس میں ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو اس میں حرج نہیں“

(انوار تاج الشریعہ ص ۱۶)

کسی دوسرے کو خون دینے کا مسئلہ

انسانی جسم کے خون اور دیگر اعضا کی بیع و شرا نیز وقت ضرورت ان کو عطیہ میں دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں، یہ دور حاضر کا ایک نہایت ہی حساس اور ضروری مسئلہ ہے بعض مقتدیان کرام نے وقت کی ضرورت کی بنیاد پر چند شرطوں کے ساتھ خون عطیہ کرنے کو جائز قرار دیا ہے جبکہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سلسلے میں یوں تحریر فرماتے ہیں جس سے آپ کی فقہی عبقریت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں:

”خون کا عطیہ دیکر کسی کی زندگی بچانا جائز نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خون اور جسم کے اعضاء آپ کی جائداد اور ملک نہیں ہیں عطیہ آدمی اسی چیز کو کرتا ہے اور دینا لینا قیمت کے ذریعے یا بغیر قیمت کے بحثاً جو چیز مال ہو اور وہ کسی کی ملک میں ہو، خون نہ تو یہ مال ہے کہ جس میں خرید و فروخت کا معاملہ ہو سکے اور نہ یہ آپ کی اپنی پر اپنی ملکیت ہے کہ آپ کسی کو بغیر کسی عوض کے عطا کر دیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کی امانت ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا: **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ** (ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی) لہذا

انسان مجموع اجزاء (انسان اور انسان کے تمام اجزاء، اعضاء) محترم و مکرم اور باعزت ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان کے کسی پرزے یا انسان کے کسی بال کو جس طور پر جانوروں کے اجزاء استعمال کئے جاتے ہیں انسان کے اجزاء یا بالوں کو اس طور پر استعمال کیا جائے۔“ حدیث میں آیا : لعن اللہ الوصيلة والمستوصلة، اللہ تبارک و تعالیٰ کی لعنت ہو اس عورت پر جو اپنی چوٹی کے بال دوسری چوٹی میں ملائے اور اس عورت پر لعنت ہو جو اپنی چوٹی میں دوسری عورت کے بال ملوائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۶: ص ۷۷۰)

جسم سے جو بال جدا ہو جاتا ہے بظاہر اس کی کیا وقعت ہے اور جسم سے بال جدا ہو گیا لیکن شریعت کو یہ گوارا نہیں ہے کہ انسان کا یہ بال اس طور پر استعمال ہو جس طور پر بھیڑ بکری کی کھال اور اس کے بالوں کو استعمال کیا جاتا ہے اس لئے نہ دوسرے کے بال لگانا جائز ہے اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ بال کو ناخن کو یا خون کو اس طور پر جیسے کوئی حقیر اور بے وقعت چیز نالی میں بہادی جاتی ہے اور پیروں میں آتی ہے اور زمین پر پھینک دی جاتی ہے یہ بھی شریعت کو گوارا نہیں ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ ناخن کاٹے یا انسان کے جسم سے کوئی رونگٹا یا بال جدا ہو یا اس کا خون نکلے تو زمین پر ایسے ہی نہ پھینکے بلکہ اسے دفن کر دے جیسے آدمی کا پورا جسم ایک مدت کے بعد جب وہ کام نہ کرے تو اس کو دفن کرنے کا حکم ہے ایسے ہی آدمی کے اجزاء کو دفن کرنے کا حکم ہے اگر ضرورت کے تحت یہ جائز ہوتا کہ انسان کا خون دوسرا آدمی پیتا یا اس کی بوٹی کھا لیتا تو پھر فقہائے فرماتے کہ اگر کوئی شخص بھوک سے مر رہا ہے اور حرام یا حلال کوئی غذا اس کے پاس نہیں ہے نہ مردار ہے نہ سور ہے کہ جس کا ایک نوالہ کھا کر اپنی جان وہ بچا سکے ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میری بوٹی کاٹ کر تو کھالے شرعاً جائز نہیں اور یہ بعینہ جان جانے کا اور ضرورت کی یہ خاص وجہ ہے لیکن اس کے باوجود شریعت نے انسان کے لئے حرمت رکھی ہے کہ انسان کو یہ

حاجت نہیں ہے کہ انسان کی بوٹی کاٹ کر کھا جائے اور اپنی جان بچائے لہذا عام حالات میں جبکہ کوئی خطرہ نہیں ہوتا انسان کے خون کا تبادلہ اور اس کے اجزا کا تبادلہ یہ بدرجہ اولیٰ ناجائز و حرام ہے اور شریعت مطہرہ کے مقصد کے سخت خلاف ہے۔“ (فتاویٰ تاج الشریعہ)

قرآن کلام نفسی ہے یا لفظی؟

قرآن کلام نفسی ہے یا لفظی؟ اس سلسلے میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے بڑی تفصیلی گفتگو فرمائی، کلام الہی کے حقائق و دقائق کے رموز مکمل طور پر واشگاف فرمادیا۔ یہاں پر آپ کے مدلل فتویٰ کے کچھ اقتباسات ہدیہ ناظرین ہیں جن سے آپ کے قرآن فہمی کا واضح ثبوت ملتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

”قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے جو اصوات معروفہ و حروف معہودہ سے منزہ ہے اس لیے کہ وہ اس کی صفت ذات ہے اور اس کی ہر صفت ذات قدیم اور اصوات معروفہ و حروف معلومہ حادث اور وہ قیام حوادث سے منزہ ہے، علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب المعتقد میں ہے۔ ومنہ انہ متکلم بکلام قدیم لا متناع قیام الحوادث بذاتہ سبحنہ قائم بذاتہ لیس بحرف ولا صوت لانہ صفة له وهو متعال عنہ۔ ازال جملہ یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کلام قدیم کا متکلم ہے اس لیے کہ اس کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام محال ہے وہ کلام اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور حروف اور آواز نہیں اس لیے کہ وہ اس کی صفت ہے اور وہ حروف و آواز سے منزہ ہے۔ اسی معنی کر قرآن عظیم اللہ کی صفت قائمہ بذاتہ تعالیٰ کا نام ہوا۔ جسے کلام نفسی سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ نظم و معنی کا مجموعہ ہے۔ المعتقد میں ہے۔ وهذا الکلام القدیم القائم بذاتہ یقال له الکلام النفسی ولا یوصف بانہ عربی او عبری انما العبری

والعربی هو اللفظ البدال علیہ۔ اور یہ کلام قدیم جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اسے کلام نفسی کہتے ہیں۔ اور نہ تو وہ عربی سے موصوف ہے اور نہ عبرانی سے اور عربی وہ لفظ ہے جو کلام نفسی پر دلالت کرے۔ اور چوں کہ احکام شریعیہ کی دلیل لفظ ہے اسی لیے ائمہ اصول فقہ نے ان کی تعریف یوں کی ہے کہ وہ مصاحف میں مکتوب ہے تو اتر کے ساتھ منقول ہے اور انہوں نے قرآن کریم کو نظم و معنی دونوں کا نام قرار دیا۔

اس کے بعد حضور تاج الشریعہ نے المعتمد سے دو عبارتیں مع خلاصہ پیش کر کے کلام کی تقسیم کی توجیہ بلیغ بیان کی۔ فرماتے ہیں۔

پھر کلام نفسی و کلام لفظی کی طرف تقسیم متاخرین کا مذہب ہے جسے انہوں نے رد معتزلہ اور کم فہموں کی تفہیم کے لیے اختیار فرمایا جس طرح متشابہات کی تاویل اختیار کی اور اصل مذہب جس پر ائمہ سلف ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو واحد ہے اس میں تعدد نہیں نہ خدا سے جدا ہو نہ کبھی جدا ہو اور کسی دل نہ زبان نہ کسی ورق اور کان میں حلول کیے ہوئے ہے کہ وہ قدیم ہے اور ہم اور ہمارا حفظ اور تلاوت اور ہاتھ اور کتابت اور کان اور سماعت حادث ہیں اور قرآن کریم قائم بذات باری تعالیٰ ہمارے دلوں پر مفہوم کی صورت میں اور زبانوں پر منطوق کی صورت میں اور ہمارے مصحف میں مکتوب کی شکل میں اور ہمارے کانوں میں مسموع کے رنگ میں تجلی فرما رہا ہے تو وہی مفہوم و منطوق و منقوش و مسموع ہے نہ کہ کوئی شے دیگر جو اس پر دال ہو اور یہ بغیر اس کے کہ اللہ سے جدا ہو یا حوادث سے متصل ہو یا کسی شے میں حلول کرے بالجملة درحقیقت قرآن وہی کلام الہی ہے جو واحد ہے جس کی تجلیاں مختلف ہیں اور تجلی کا تعدد اسی شے متجلی کے تعدد کا مقتضی نہیں۔

(سوانح تاج الشریعہ ص ۱۷۲ تا ۱۷۵)

یہ فتویٰ علم عقائد سے متعلق ہے جو نازک ترین اور حساس مسئلہ ہے جس کو تاج

الشريعة نے بڑے اچھوتے اور دلکش انداز میں واضح فرمادیا۔ یہ فتویٰ حضور تاج الشریعہ کے فقہی تجربہ کا آئینہ دار ہے ساتھ ہی علم اصول فقہ میں آپ کی مہارت و کامل آگہی کا روشن ثبوت ہے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے افضل ہیں؟

آپ کی بارگاہ میں استفتا ہوا کہ بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم سے افضل بتاتے ہیں اور استدلال کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے وہ آیات مکی کہلائیں جب مدینہ طیبہ میں تھے تو وہ آیات قرآنی مدنی کہلائیں۔ تو یہ کیسے جب اللہ تعالیٰ قدیم اس کا کلام اس کی صفت جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممکن اور اور حادث اس کے بندے ہیں واضح فرمائیں۔

جواب میں تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔

مطلقاً افضل بتانا غلط و باطل اور بہت سخت ہے کہ اس سے کلام الہی بمعنی صفت الہیہ قدیم قائمہ بالذات پر تفصیل لازم آتی ہے جو کفر ہے۔ ہاں مصحف (کہ قرطاس و مداد سے عبارت ہے) پر تفصیل بے شک ثابت ہے کہ وہ حادث و مخلوق ہے اور مخلوق سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ جد الممتار حاشیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں: قوله والا حوط الوقف اقول لاحاجة الى الوقف والمسئلة واضحة عندی بتوفیق اللہ تعالیٰ فان القرآن ان ارید به المصحف اعني الخ۔ یعنی اس مسئلے میں توقف کی حاجت نہیں اور مسئلہ کا حکم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرے نزدیک واضح ہے اس لیے کہ قرآن سے اگر قرطاس و مداد مراد ہوں تو یہ یقیناً حادث ہیں اور ہر حادث مخلوق ہے اور ہر مخلوق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں اور اگر کلام اللہ مراد ہو جو صفت الہی ہے تو بے شک خدا کی صفات تمام مخلوقات سے افضل ہے اور غیر اللہ اس کے

مساوی کیسے ہوگا جو غیر اللہ نہیں۔ اس توجیہ سے دونوں قول میں تطبیق ہو جائے گی۔

آزہ حضرت ابراہیم کا چچا تھا یا باپ؟

یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان بڑا پیچیدہ اور معرکہ الآرا ہے کہ آزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا یا باپ تھا حضرت تاج الشریعہ کے سامنے بھی یہ مسئلہ پیش ہوا آپ نے مسلک محققین بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور پر نور شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء کرام و امہات کریمات سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ و سیدہ آمنہ تک سب موصد تھے ان میں کوئی کافر نہ تھا اس پر آیت کریمہ الذی یراک حین تقوم وقلب فی الساجدین اس کے بعد آپ نے تفسیر ابن عباس و مسالک الحنفاء اور شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام وغیرہ متعدد حوالوں سے ثابت فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام نامی اسم گرامی آزہ نہ تھا بلکہ تارخ تھا۔

اس کے بعد آیت قرآنیہ ”واذ قال ابراہیم لابنہ ازر“ کی لغوی توجیہ پیش فرمائی کہ لغت میں لفظ اب کا اطلاق چچا پر شائع و ذائع ہے اور اس کی نظیر قرآن کریم سے پیش کی۔

قال اللہ تعالیٰ: ”ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الہک و الہ ابائک ابراہیم و اسماعیل و اسحاق“ کہ اس آیت میں اسماعیل کو اب فرمایا جب کہ وہ چچا ہیں۔ پھر نئی سطر سے مفردات و اتقان میں صراحت ہے کہ آزہ ہی حضرت ابراہیم کا باپ تھا تو آپ کے دلائل اور مفردات و اتقان میں تعارض ہو گیا آپ نے تعارض کا دفاع کیا اور فرمایا مفردات وغیرہ میں قیل کے لفظ سے آزہ کا باپ ہونا مذکور ہے اور لفظ قیل ضعف پر دلالت کرتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ رہی مفردات کی عبارت تو وہ قیل سے شروع ہے

اور قبل سے قول ضعیف کو تعبیر کرتے ہیں اور کبھی مجرد قوی کی حکایت مقصود ہوتی ہے مگر غالباً ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مستعمل ہوتا ہے تو باعتبار غالب امام راغب کے نزدیک بھی یہ قول ضعیف معلوم ہوتا ہے اور علی الاقل احتمال تو ہے اور محتمل کو مستدل بنانا صحیح نہیں اور اتقان کی عبارت کے ذیل میں افادہ علم فرماتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تاریخ تھا اسی لیے اسے مقدم کیا اور آزر کو قبل (کہ مشعر ضعف ہے) سے تعبیر کیا یہاں سے ظاہر ہے کہ اتقان کی وہ عبارت جو اس تصریح کے خلاف ہے ناخ کی طرف سے زلت قلم یا سہو و نسیان کا نتیجہ ہے۔

مدوح گرامی کا یہ فتویٰ درحقیق ہے اس میں علمی، فقہی، فنی گہرائی ہے تفسیری بیان کا شاہ کار ہے اس کے پڑھنے پر دل باغ باغ ہو جاتا ہے یقیناً یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے فیضان کا ایک نادر نمونہ ہے۔

کافر کو کافر کہنا کیسا ہے؟

سوال: زید کا کہنا ہے کہ کافر کو کافر کہنا مکروہ ہے اور اس کے جواب میں خالد کہتا ہے کہ کافر کو کافر کہنا فرض ہے برائے کرم جواز و عدم جواز پر مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

آپ فرماتے ہیں۔

”مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے اور جو ضروریات دین کا منکر ہو وہ کافر ہے یہ بات اور ہے کہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تا وقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس شخص نے قطعاً کفر یا کفری فعل کیا اس کے کفر میں شک کرنا جائز ہو جائے کہ جو کافر قطعی طور پر ہو اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے علماء الیوں کے بارے میں

فرماتے ہیں: من شك في عذابه و كفره فقد كفر۔

(رد المحتار ج ۶ ص ۷۳: کتاب الجہاد باب المرتد دار الکتب العلمیہ بیروت)

ضروریات دین وہ امور ہیں جن کو (ان کی شہرت کی وجہ سے) خواص و عوام سب ہی دین کی ضروری باتیں جانتے سمجھتے ہوں جیسے توحید و رسالت اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا، نماز روزے کی فرضیت، شراب جوئے کی حرمت اور اسی کے مثل اور باتیں ان میں سے ہر ایک کا انکار کفر ہے رد المحتار میں ہے: هو ما يعرف الخواص والعوام انه من الدين كوجوب اعتقاد التوحيد والرسالة والصلوات الخمس واخواتها يكفر منكورها۔

(رد المحتار ج ۲ ص ۴۴۰ کتاب الصلوٰۃ باب الوتر والنوافل)

اسی میں ہے: لا خلاف في الكفر المخالف في ضروریات الاسلام وان كان من اهل القبلة

(رد المحتار، ج: ۲ ص ۳۰۰، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة)

قرآن عظیم نے بہت سے مقامات پر کافروں کو کافر فرمایا تو یہ کہنا کہ کافر کو کافر نہیں کہنا چاہئے محض غلط و باطل ہے ورنہ قرآن عظیم خود منع فرماتا قرآن عظیم کا ارشاد ہے ”ولا تصل علی احد منهم مات ابدًا ولا تقم علی قبرہ انهم کفروا باللہ و رسولہ وماتوا وهم فاسقون“ (سورہ توبہ آیت ۸۴) ان کی نماز جنازہ نہ پڑھئے ان کی قبر پر کھڑے نہ ہوئے اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور نافرمان مر گئے۔ اور ”قل یا اہل الکفرون“ (سورہ کافرون، آیت ۱) اس میں تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ فرما دیجئے کہ اے کافر! معلوم ہوا کہ جو کافر ہے اسے کافر ماننا ضروری ہے کہ اگر دیدہ و دانستہ اسے کافر نہ کہا تو کفر سے رضا ہوئی اور رضا با کفر کفر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں کہ کھلا کافر ہے اسے کافر

کہنے میں کیا شک ہے۔ آخر میں ہے لہذا زید کا قول سخت غلط و باطل ہے اور خالص صحیح کہتا ہے زید پر تو بہ لازم ہے۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۲ ص ۷۲)

دوران قرأت ”حق نبی“ کہنے کی تحقیق

پاکستان میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ لوگ آیت قرآن پڑھتے وقت حق نبی کا نعرہ لگاتے ہیں آپ نے وقف قرأت کی صورت میں نعرہ یا کلام سے رکنے کا حکم قطعی جزئیات کی روشنی میں بیان فرمایا اور اس وقت نعرہ نہ لگانے کا حکم صادر فرمایا، اپنے فتویٰ میں وقف قرأت اور وقف قطع کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے آپ یوں رقم طراز ہیں:

”وقف قرأت میں قاری قرأت کے لئے وقف کرتا ہے اور بعد وقف وہ قرأت کے لئے مستعد ہوتا ہے لہذا معاً قرأت شروع کر دیتا ہے اور کسی شئی کے لئے مستعد کا حکم وہی ہے جو اس کے فاعل کا حکم ہے اور یہ امر شرعاً و عرفاً معروف و معلوم ہے ولہ نظائر فی الفروع لا یخفی علی مطلع۔ وقف قطع کا معاملہ اس کے برخلاف ہے اس صورت میں قاری بنیت قطع قرأت کرتا ہے۔

(سنو اور چپ رہوص ۳۱)

سننے کے لئے تیار ہونا بھی سننے کا حکم میں ہے، اس کی نظیر آپ نے خطیب کے خطبہ لئے نکلنے اور منبر پر چڑھنے سے بیان فرمائی، آپ فرماتے ہیں:

”ہر مذہب معتمدہ خطیب کے خطبہ کے لئے باہر آنے یا صعود منبر کے لئے قیام کے وقت اور عین صعود کے وقت اتفاقاً لوگوں کو جو استماع و انصات اور کلام ہر نخل استماع کام سے جو ممانعت ہے وہ بدابتہ استعدا و سماع کے لئے ہے۔“

(سنو اور چپ رہوص ۷۳)

غیر صحابی کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم

اس قسم کا ایک فتویٰ غیر صحابی کو ”رضی اللہ عنہ“ کہنے سے متعلق ہے۔ جس میں اس کے جواز پر حضور تاج الشریعہ نے اولاً فقہاء عظام کی کتابوں سے ۱۳ حوالے پیش کئے اس کے بعد مناظرانہ انداز میں خود دیوبندی کی کتاب سے بھی چند حوالے تحریر فرمادیے ہیں۔ اس فتویٰ کا آغاز آپ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

”جائز ہے اور جواز کے لئے یہی بس ہے کہ شرع مطہرہ سے اس کی ممانعت نہیں۔ جو عدم جواز کا مدعی ہے باریتوت اس پر ہے جس سے وہ ہرگز قیامت تک عہدہ برآئے ہو سکے گا۔ یہی نہیں بلکہ بلا دلیل محض زور زبان سے ایک امر جائز و معمول اہل سنت کو ناجائز کہہ کر اللہ و رسول پر افترا ان کے حکم سے سرتابی ان کے فرمان واجب الاذعان کی تکذیب کا وبال شدید اس کے سر پر رہے گا۔ افترا یہ کہ اللہ و رسول نے رضی اللہ عنہ کہنا منع نہ فرمایا نہ کسی گروہ کے لئے خاص فرمایا اور یہ ممانعت کا قائل۔ حکم سے سرتابی یہ کہ بے دلیل بزور زبان کسی شے کو حلال و حرام کہنا ممنوع فرمایا گیا۔ قال تعالیٰ: وَلَا تَقُولُوا الْمَآثِرَ الْبَاطِلَةَ لِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ الْكُذْبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ [سورہ نحل آیت ۱۱۶] اور یہ بے دلیل حرام کہنے پر مصر۔ فرمان کی تکذیب یوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فرماتے ہیں: مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ [المقاصد الحسنة للسخاوی، ص ۴۲۲] جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خدا کا فرمان ہے۔ قال تعالیٰ: إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيُ يُوحَىٰ [سورہ النجم، آیت ۴۰] اور حضور جسے اچھا فرمائیں یہ اسے ناجائز کہے۔ یہ تکذیب خدا اور رسول ہوئی۔ پھر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ [المقاصد الحسنة، ص ۵۲۶] میری امت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی۔ تو جو

کسی معمول اہل سنت کو بے دلیل ناجائز کہتا ہے وہ امت محمدیہ کو گمراہ کہتا ہے حالانکہ حضور علیہ السلام فرما چکے۔ میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی یہ خدا اور رسول کی تکذیب بالائے تکذیب ہوئی۔ اور یہ طریقہ سنیہ اہل سنت و جماعت کو چھوڑنا اور خدا اور رسول کی دشمنی مول لینا اور جہنم کی راہ لینا ہے۔ قال تعالیٰ ”ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصیله جہنم وساءت مصیرا“ [سورہ نساء، آیت ۱۱۵] اور جو اللہ و رسول سے دشمنی کرے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا اور جہنم میں جھونک دیں گیا اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ پھر قرآن عظیم خود صحابہ اور ان کے جملہ اتباع کو بالعموم بے تخصیص بشارت دے رہا ہے۔ ”رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ“ [سورہ بینہ، آیت ۸] تو بزرگان دین کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا قرآن عظیم کی افتدائے حمید ہے جسے وہابیہ بزر زبان ناجائز و حرام کہتے ہیں تو ان کا یہ طعن اہل سنت پر نہیں بلکہ خدا کی بارگاہ میں اسامت ادب ہے۔

اصولی انداز میں قرآن مجید سے استدلال کرنے کے بعد غیر صحابی کے لئے رضی اللہ عنہ کے جواز پر ۸ مکتب مشائخ سے ۱۳ حوالے اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

”بالجملہ بزرگان دین کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز اور اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی تخصیص کا دعویٰ غلط و نامسموع علماء اسلام اپنی کتب میں تابعین و تبع تابعین کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم تحریر کرتے آئے ہیں۔ تبیین الحقائق زیلعی میں ہے: والفرق لابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ (تبیین الحقائق جلد ۷ ص ۴۲۱) اسی میں ہے: و ذکر الحاکم ابو محمد رواۃ عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ، (تبیین الحقائق جلد ۷ ص ۴۲۷) اسی میں ہے: و رضی اللہ تعالیٰ عن اصحاب رسول اللہ وعن التابعین و تابع التابعین لهم باحسان الی یوم الدین۔

(تبيين الحقائق جلد ۷ ص ۵۱۲) بیضاوی میں ہے : وعن ابی حنیفة رضی اللہ عنہ (تفسیر بیضاوی جلد ۱ ص ۱۲) حاشیہ میر سید شریف علی الکشاف میں ہے : والمشهور من مذهب ابی حنیفة رضی اللہ عنہ واتباعہ رد المحتار میں ہے : قوله : امام اعظم رضی اللہ عنہ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۳۹) اسی میں ہے : لا سیما الامام شافعی رضی اللہ عنہ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۳۹) در مختار میں ہے : ومما قال فیہ ابن المبارک رضی اللہ عنہ (در مختار ج ۱ ص ۱۵۷) حدیقة ندیہ میں ہے : اتباع النبی ﷺ وصحابة والتابعین وائمة الهدی رضی اللہ عنہم (الحدیقة الندیہ ج ۱ ص ۳۰۵) نہایۃ الزین میں ہے : یجب علی من لم ینک فیہ اہلیۃ الاجتہاد المطلقۃ ان یقلد فی الفرد واحد من الائمة الاربعۃ المشہورین وهم الامام الشافعی والامام ابو حنیفة والامام مالک والامام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہم ۔

اسی لئے تنویر در مختار میں تصریح فرمائی کہ صحابہ و تابعین بزرگان دین وغیرہم کے لئے رضی اللہ عنہم کہنا جائز ہے و هذا نصہ ویستحب الترضی لصحابۃ و کذا من اختلف فی نبوة والترحم للتابعین ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الاختیار کذا یجوز عکسہ الترحم للصحابۃ والترضی للتابعین ومن بعدهم علی الراجح (در مختار ج ۱ ص ۳۸۵) :

حدیقة ندیہ میں فرمایا: اهل يجوز عکسہ فقال بعضهم لا يجوز بل الترضی مخصوص بالصحابۃ وقال النووی هذا غیر صحیح بل الصحیح الذی علیہ الجمهور استحبابہ ودلائلہ

اکثر من ان تحصی۔

(الحدیقہ الندیجہ ج ۱/ ص ۷۷)

یہ کثیر حوالے حضور تاج الشریعہ کے وسیع علم اور عمیق مطالعہ کی غمازی کرتے ہیں فتویٰ کے اخیر میں مناظر انداز میں لکھتے ہیں ”جس زمانہ میں احقر حضرت مرشدنا مولانا محمد رفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر رہتا تھا“ اسی میں صفحہ ۲۴ پر ہے: ”اور مقولہ حضرت مجدد الف ثانی قیوم ربانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ صفحہ ۳۵ پر ہے ”الیٰ اخرہ ما قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

(فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۱/ ص ۷۷)

عورت کی آواز بھی عورت ہے

حضرت مفتی اختر حسین علیہمی اس سلسلہ میں یوں رقم طراز ہیں:

ایک مرتبہ فقہی سیمینار بورڈ دہلی میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں اکثر مندوبین فرما رہے تھے عورت کی آواز مطلق عورت نہیں بلکہ جس میں نغمگی پائی جائے، وہ آواز عورت ہے۔ ان کا استدلال یہ تھا کہ فقہائے کرام نے فرمایا: نغمة المرأة عورة۔ راقم کا کہنا ہے کہ نغمگی کی قید نہیں ہے بلکہ جس آواز میں نغمگی، لچک، اور جاذبیت و دلکشی ہو، وہ سب عورت کے حکم میں ہیں۔ بحث مکمل نہ ہو سکی اور سیمینار کا وقت ختم ہو گیا۔ راقم دہلی سے آستانہ رضویہ بریلی شریف حاضر ہوا اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زیارت سے مشرف ہو کر سیمینار میں ہوئی بحث کا خلاصہ عرض کیا۔ آپ نے سنتے ہی برجستہ فرمایا: نغمة المرأة عورة، میں نغمہ سے مراد نغمگی اور جوش الحانی نہیں بلکہ مطلق آواز ہے دیکھئے فقہائے کرام مطلق آواز کو بھی نغمہ سے تعبیر فرماتے ہیں چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں کتاب الشہادہ

میں ہے: ”اذا النعمة تشبه النعمة“ یہاں نغمگی مراد نہیں ہے بلکہ مطلق آواز مراد ہے حضور والا کی اس برجستہ مدلل گفتگو سے حاضرین مجلس کی بانچیس کھل اٹھیں۔

لفظ ”شاہد“ کے معنی کی تحقیق

امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے آیت کریمہ ”انا ارسلنا شہداء“ میں شاہد کا معنی حاضر و ناظر کیا ہے، ایک دیوبندی مولوی نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ شاہد کا معنی حاضر و ناظر نہیں ہے بلکہ شاہد کا معنی گواہ ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اس پر برجستہ قلم اٹھایا اور اپنی علمی تحقیق کا دریا بہاتے ہوئے ثابت کیا کہ شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر لغت و شریعت کے عین مطابق ہے اور یہی مفسرین کرام کے اقوال کا خلاصہ ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

شہادت، شہود، شاہد، شہید، کے معنی میں حضور غالب ہے، ہم ان کے معانی ذیل میں درج کریں۔ ”شہد“، حاضر ہوا، ”شاہد“ حاضر، شہد لڑید بکذا زید کے لئے گواہی دی اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا اسے شہید اس لئے کہتے ہیں کہ ملائکہ رحمت اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں، یا اس لیے کہ اللہ اور اس کے فرشتے اس کے لیے جنتی ہونے کے گواہ ہیں، یا اس لیے کہ وہ اگلی امتوں پر قیامت کے دن گواہ ہوگا، یا اس لیے وہ شاہدہ (زمین) پر گرتا ہے، زمین کو شاہد کہا گیا، اس لیے کہ وہ قیامت کے دن گواہی دے گی۔ قال تعالیٰ: ”یومئذ تحدث اخبارها“ یا اس لیے کہ وہ اللہ کی ملکوت و ملک کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ”شہادۃ“، ”عاینہ“ کسی چیز کا مشاہدہ و معائنہ کرنا۔ امر أقم شہدۃ۔ وہ عورت جس کا شوہر حاضر ہو، شاہد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نیز فرشتہ، یوم جمعہ، ستارہ گھوڑے کی جودت کی علامت ہے، جسے مجازاً شاہد کہا گیا۔ جلد ہونے والا کام اسے بھی مجازاً شاہد بمعنی حاضر سے تعبیر کیا گیا، گویا وہ جلد ہونے کی وجہ سے حاضر ہی ہے۔ اشہد جاریۃ، لڑکی کا بلوغ کو

پہنچنا۔ المشہدہ لوگوں کے حاضر ہونے کی جگہ۔ دیکھو! ان تمام معانی میں حضور ملحوظ ہے اور یہ معانی لغت میں غالب ہے تو لا جرم شہود کا حقیقی معنی حضور ٹھہرا، اس لیے کہ یہی معنی عند الاطلاق متبادر ہوتے ہیں اور تباد امارات حقیقت سے ہے جیسا کہ فتح القدیر اور درمختار سے مستفاد ہے، حاشیہ منار للشاہی میں ہے: التبادر من امارات الحقیقة ملتقطاً لہذا کہنے دو کہ شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر ٹھیک لغوی معنی کے مطابق ہے بلکہ شرعاً بھی یہ اس کا حقیقی معنی ہے، اس لیے قرآن عظیم میں جا بجا شہود کے مشتقات بمعنی حضور وارد ہیں۔ فمن شهد (حضر) منکم الشہر : الایۃ۔ جو رمضان کو پائے تو اس میں روزہ رکھے۔ ولیشہد عذابہا : الایۃ اور زانی مرد و عورت کے کوڑے مارے جانے کو مسلمانوں کی ایک جماعت آکر دیکھے۔ ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب علیہ السلام کو موت آئی۔ و کنت شہیداً علیہ الایۃ۔

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ شہود بمعنی حضور حقیقت لغویہ ہی نہیں بلکہ شرعیہ بھی ہے بلکہ پچھلی آیت نے تو خاص شاہد کا فیصلہ کر دیا کہ جب شہید بمعنی نگہبان ٹھہرا اور اس کے لیے حضور ضروری وہ اسم فاعل کے معنی میں ہے ”کمالاً مخفی“ تو شاہد بھی بمعنی نگہبان و حاضر ہے، یہیں سے ظاہر کہ حاضر شاہد کا اسلامی معنی ہے۔

اس دیوبندی مولوی نے شاہد کا معنی گواہ بتایا تھا، اس پر فقیہانہ تعاقب کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ شاہد اُسے محض گواہ بلا لحاظ معنی دیگر مراد ہے تو تمہیں کیا مفید اور ہمیں کیا مضر؟ اجی گواہ کے لیے بھی تو حضور ضروری۔ فقہائے کرام کے ارشادات دیکھنے کی فرصت نہ ملی تو ہم سے سنو۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے : ”

وشرائط التحمل ثلاثة، العقل الكامل وقت التحمل و
البصر ومعاينة المشهود به۔ اسی میں ہے : ورکنها لفظ
اشھد لا غیر لتضمنه معنی المشاهدة رد المحتار میں اسی کے تحت
ہے : وہی الاطلاع علی الشئ عیاناً نیز آگے اسی میں ہے ”ولا
یشھد احد بما لم یعاینہ بالاجماع“ دیکھو! یہ عبارتیں تصریح فرما
رہی ہیں کہ شہادت میں بینائی اور مشہود کو آنکھوں دیکھنا شرط ہے اور صاف بتا
رہی ہے کہ معاینہ کو متضمن ہے، لاجرم ثابت کہ شاہد و حاضر میں منافات نہیں تو جو
شاہد مانے گا وہ ضرور حاضر مانے گا۔

(فتاویٰ تاج الشریعہ، ج، ۱، ص ۳۳۶: ملخصاً وملتقطاً)

علم ما کان وما یکون کی تحقیق

اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عطاءے خداوندی
سے عالم ما کان وما یکون ہے، اس عقیدہ حق کو کسی دیوبندی مولوی نے مصنوعی عقیدہ
بتایا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس کا بھرپور رد کیا اور اپنی علمی تحقیق پیش کرتے
ہوئے قرآن کریم، احادیث کریمہ اور اقوال علما سے ثابت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
بعطاءے خداوندی عالم ما کان وما یکون ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالم ما کان وما یکون ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میں
ہر نبی کو علم ما کان وما یکون عطا ہوا، بحمد اللہ ہمارا جو عقیدہ ہے وہی قرآن و
حدیث کا ارشاد ہے، وہی ائمہ اعلام کا فرمان واجب الانقیاد ہے ”قال اللہ تعالیٰ :
نزلنا علیک الكتاب تبیاناً لكل شئ وهدی ورحمةً وبشری
للمؤمنین۔“ ترجمہ : اتاری ہم نے تم پر کتاب ہر چیز کا روشن بیان ہے، اور
مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت و بشارت۔ وقال اللہ تعالیٰ ”ما کان حدیثاً

یغتریٰ ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیلاً لکل شیء، قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہرشی کا صاف صاف، جدا جدا بیان۔ وقال تعالیٰ: ”ما فرطنا فی الكتاب من شیء“۔ اقول باللہ التوفیق، جب قرآن مجید ہرشی کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجہ کا مفصل، اور اہل سنت کے مذہب میں شیء ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے تو بالضرورة یہ بیانات محیطہ اس کے مکتوبات کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے، اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھئے، دیکھئے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ”وکل صغیر و کبیر مستطر“ چھوٹی بڑی چیز سب لکھی ہوئی ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ: ”احصینا ہ فی امام مبین“ ہرشی ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی۔ وقال اللہ تعالیٰ: ”ولا حبت فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین“ کوئی دانہ نہیں زمین کے اندھیروں میں اور کوئی تر نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ اور اصول میں مہر بن ہو چکا کہ نکرہ حیرانی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے۔ بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے گا تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز و جل نے تمام موجودات، جملہ مکان و مایکون اور جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و سماء و ارض اور عرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا، واللہ الحجة السامیہ۔ اور جب کہ یہ علم، قرآن عظیم کے تمیانا لکل شیء ہونے دیا اور ظاہر ہے کہ

وصف تمام قرآن مجید کا ہے نہ ہر آیت نہ ہر سورۃ کا تو نزول جمیع قرآن شریف سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت ارشاد ہوا : لم نقصص علیک یا منافقین کے بارے میں فرمایا جائے لا تعلمم ہر گز ان آیات کے منافی اور احاطہ مصطفوی کا منافی نہیں۔

لفظ ”خدا“ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے

ایک مرتبہ حضور تاج الشریعہ سے سوال ہوا کہ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ خدا اللہ کا ترجمہ نہیں مگر اعلیٰ حضرت نے اللہ کا ترجمہ خدا کیوں کیا؟ مثلاً (ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل) ترجمہ : اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کو جوڑنے کا خدا نے حکم دیا۔

سائل نے سوال میں لفظ خدا کی تحقیق طلب کی تو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے جواب میں دلائل و براہین سے یہ ثابت کیا کہ اللہ اور خدا ہم معنی اور مترادف ہیں اور عجم میں لفظ خدا ذات باری تعالیٰ کے لیے خاص ہے چنانچہ آپ جواب میں یوں ارشاد فرماتے ہیں :

خدا اور اللہ الفاظ مترادفہ ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کے علم ذات ہیں جن کا اطلاق غیر باری تعالیٰ پر جائز نہیں غیاث اللغات میں ہے ”اللہ در لغت بمعنی معبود برحق و در اصطلاح علم الذات الواجب الوجود المستجمع بجميع الصفات“ اللہ لغت میں معبود برحق کے معنی میں ہے اور اصطلاح میں ذات واجب الوجود جامع صفات کا علم ہے۔ اذ لا یطلق علی غیرہ لا حقیقۃ ولا مجازاً اسم جلالہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں ہوتا نہ حقیقۃ اور نہ مجازاً۔ نیز غیاث اللغات میں ہے چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالیٰ اطلاق نہ کنند جب لفظ خدا مضاف نہیں ہوتا تو اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں کرتے۔“

جب لفظ خدا کا اطلاق ومعنی واضح کر دیتے ہیں تو برسبیل ترقی و نتیجہ فرماتے ہیں۔
اسی لیے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ من خدایم کہنا کفر ہے فتاویٰ عالمگیری میں
ہے: ولو قال من خدایم علی وجه المزاح یعنی خود آیم
فقد کفر کذا فی التتار خانیه اگر دل لگی کے طور پر فارسی میں کہے
”من خود آیم“ تو کافر ہو جائے گا۔

چوں کہ خدا کا لفظ فارسی عجمی ہے عجم میں اس کے وہی معنی ہیں جو عربی میں اللہ کا ہے تو
آپ اس کے استعمال عرف سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عجم میں لفظ خدا ذات باری تعالیٰ کے لیے خاص ہے جس طرح لفظ اللہ عربیت
میں علم ذات اقدس ہے اسی لیے اللہ و خدا دونوں کا استعمال فارسی وارد و میں
ایک دوسرے کی جگہ پر شائع و ذائع ہے چنانچہ خدا بولتے ہیں اور اللہ مراد
لیتے ہیں اور خدا جانتے، مانتے اور سمجھتے ہیں۔ بعدہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی
کے ترجمہ سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ کا ترجمہ خدا کے لفظ سے صرف اعلیٰ
حضرت امام احمد رضا نے نہ کیا بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی کیا ہے و
دیگر بڑے بڑے علمائے بھی کیا ہے اور اس ترجمہ پر کسی نے نکیر نہ کی سب
نے خدا کا لفظ ذات باری تعالیٰ پر بولنا جائز قرار دیا۔

(سوانح تاج الشریعہ ص ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰)

یہ چند فتاوے نمونے کے طور پر پیش کیے گئے، اسی طرح مفصل و مجمل آپ
کے ہزاروں تحقیقی فتاوے موجود ہیں جن میں آپ کی شان فقاہت اور تفقہ فی الدین
کے جلوے نمایاں طور پر موجود ہیں اور ان سے آپ کی فقیہی بصیرت اور علمی کمالات کا
بین ثبوت ملتا ہے، یقیناً آپ کے ان فتاویٰ اور تحقیقات و تنقیحات کو دیکھ کر امام احمد
رضا قدس سرہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور یہ بات بے ساختہ زبان سے نکل آتی ہے کہ بلا
شبہ آپ علوم و فنون میں مجدد اعظم، فقیہ اسلام امام احمد رضا قدس سرہ کے سچے وارث و

امین تھے، فقہ و افتا میں خانوادہ رضویہ کے نیر تاباں تھے اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل میں جماعتِ اہلسنت کے بے باک نقیب و ترجمان تھے۔

دو شنبہ کے روز ابولہب کے عذاب میں تخفیف کی تحقیق، رویت ہلالِ کاشعری حکم، تین طلاق کاشعری حکم، الحاقِ لمبسن، القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق، جیسے اہم تحقیقی رسالے اور دیگر فقہی نگارشات بھی آپ کی فقہی عبقریت پر روشن برہان ہیں۔

جدید ذرائعِ ابلاغ سے استفادہ شرعیہ کا ثبوت، چلتی ٹرین میں فرض و واجب نماز کی ادائیگی کا حکم، ٹی وی ویڈیو کی تحقیق بھی آپ کی گراں قدر فقہی تحقیقات ہیں، ان مسائل میں اربابِ تحقیق و افتا اور مقتیانِ کرام نے آپ سے اختلاف رائے بھی کیا ہے، فروعی مسائل میں اپنے دور کے نامور مقتیانِ کرام اور فقہائے عظام سے نظریاتی اختلافات کے باوجود سبھی حلقوں میں آپ یکساں مقبول تھے، ہر ایک کے نزدیک آپ کی ذات مسلم الثبوت تھی، اور قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے، اس بات کا اندازہ حضور تاجِ الشرعیہ کی وفات کے بعد ہندو بیرون ہند کی تمام خانقاہوں کے سجادہ نشینان اور جماعتِ اہل سنت کے نامور ممتاز علمائے کرام، مقتیانِ ذوی الاحترام اور مشائخِ عظام کے تعزیت ناموں، تاثراتی تحریروں، ایصالِ ثواب کے محافل و مجالس اور نمازِ جنازہ میں نمازیوں کا امنڈنا ہوا سیلاب اور کثرتِ ازدحام سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے، اس صدی میں کسی کی وفات پر آنکھوں نے نہ ایسا دیکھا، کانوں نے نہ سنا اور نہ تحریروں میں پڑھنے کو ملا، ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اللہ عز و جل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضور تاجِ الشرعیہ کی علمی و فقہی، تنظیمی، تعمیری، تدریسی اور سماجی تمام خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے اور جو اکابر علماء و مشائخِ بحیات ہیں ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے ان کے نقوشِ زندگی کو

ہم سمجھوں گے لئے مشعل راہ بنائے اور ہم سب کو متحد و متفق ہو کر سواد اعظم مسلک حق و صداقت کی ترویج و اشاعت کا خوب خوب جذبہ صادق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ جیبہ سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وجمعین۔

اسیر محبتی و خاکپائے اولیا

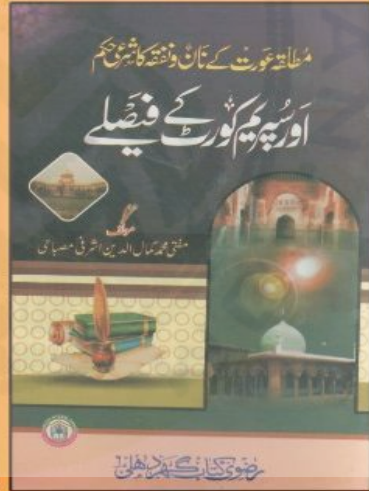
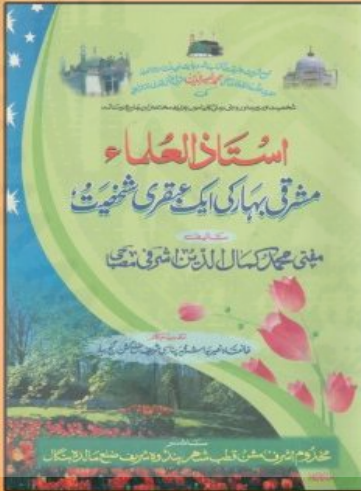
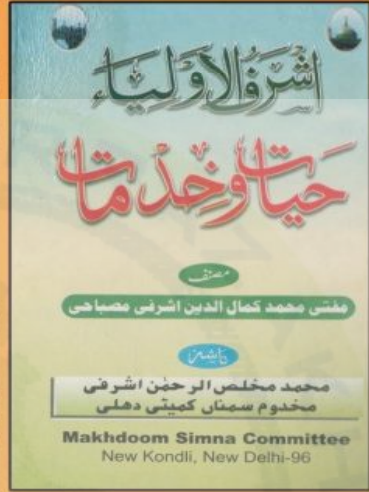
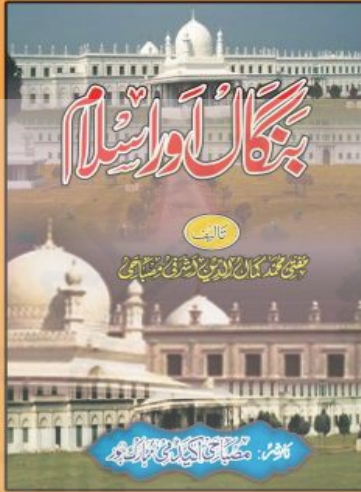
محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

خادم افتاء و استاذ حدیث و فقہ

ادارۃ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی

مورخہ ۶ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۳ مارچ ۲۰۱۹ء بروز جمعرات

مؤلف کی مطبوعات



**MISBAHI ACADEMY
MUBARAKPUR**